قادیانی کذّاب

تالیف

مفتی رفاقت حسین بریلوی

قادیانی کذاب

۱۹۵۳ء

تالیف

علامہ مفتی رفاقت حسین صاحب بریلوی مدظلہ

مفتی اعظم کانپور

ناشر

چشتیہ دارالاشاعت قصور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تبارک و تعالیٰ جو تمام کائنات کا خالق ہے اس نے انسان سے دنیا کو آباد کیا۔ اور ان کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ قائم فرمایا جن میں سب سے اول حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور سب سے آخر احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چونکہ آپ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی آنیوالے نہیں۔ آپ نے انسان کی ہر ضرورت اور نجات کے تمام شعبوں کو نہایت واضح طور پر ظاہر فرما دیا اور ارشاد ربانی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی سے مؤکد کر کے سنا دیا کہ وحی ربانی تمام حاجات انسانی کی متکفل ہو چکی۔ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس پر نجات کا مدار ہو اور اس کا روشن بیان وحی ربانی میں نہ ہو، دین مکمل ہو چکا، جو کمی اور کسر ادیان سابقہ میں تھی۔ خاتم النبیین سے پوری ہوگئی اور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی مدار نجات ٹھہری۔ آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کو دین کا اصلی اصول قرار دیا گیا۔

لہٰذا مسلمان کا فرض ہوا کہ حضور کے فرامین واحکام کو معلوم کر کے اپنا دستور العمل بنائے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں ایک حدیث کی روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ

سے کی۔ فرماتے ہیں ہم لوگ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے
کہ ایک شخص نہایت صاف شفاف کپڑے پہنے، کالے کالے بال، نہ تو مسافر کی
شکل تھی۔۔ ہم میں سے کوئی انہیں پہچانتا تھا۔ آئے اور حضور کے قریب گھٹنا ٹیک
کر ہاتھوں کو ران پر رکھ کر بیٹھ گئے اور پوچھا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بتائیے
اسلام کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دینا، نماز قائم کرنا،
زکوٰۃ دینا، ماہِ رمضان کے روزے رکھنا، بشرطِ استطاعت حج کرنا۔ سائل نے کہا سچ
فرمایا آپ نے، حضرتِ عمر فرماتے ہیں کہ اس کے سوال اور تصدیق نے اور تعجب میں
ڈال دیا۔ پھر سوال کیا اچھا بتائیے، ایمان کیا ہے؟ حضور نے فرمایا اللہ کو، ملائکہ کو،
اللہ کی کتابوں کو، رسولوں کو اور قیامت کو ماننا اور تقدیر پہ ایمان رکھنا سائل
نے کہا سچ فرمایا آپ نے۔ پھر پوچھا بتلائیے، احسان کیا ہے؟ حضور نے فرمایا اللہ
تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا خدائے تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ اور اگر یہ درجہ حاصل
نہ ہو تو یہ یقین رہے کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ پھر پوچھا بتائیے قیامت کب آئیگی؟ فرمایا
جس سے سوال کیا جارہا ہے وہ اس مسئلہ کو سائل سے زیادہ نہیں جانتا (یعنی دونوں
یہ بات جانتے ہیں کہ وقتِ قیامت پردۂ راز میں ہے) پھر پوچھا اچھا تو اس کی علامت
اور نشانیاں بتلائیے، فرمایا، ماں باپ کا احترام اٹھ جائے گا، دولت کی کثرت ہوگی،
بےعزت بڑی بڑی عزت کی جگہ لے لیں گے۔ حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،
وہ تو پوچھ کر چلے گئے مگر میری پریشانی نہ گئی حضور نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے
فرمایا، عمر جانتے ہو یہ کون صاحب تھے؟ میں نے عرض کیا اللہ جانے اور اللہ کا رسول
جانے حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ جبریل تھے تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے

ان ہی امام بخاری نے ایک اور حدیث لکھی کہ قبیلہ عبد القیس کا وفد جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم لوگ حضور کی خدمت میں انہیں امن کے چند مہینوں میں حاضر ہو سکتے ہیں۔ ہر ضرورت کے وقت حاضری ناممکن ہے کیونکہ قبائل مشرکین بیچ میں حائل ہیں لہذا ہم لوگوں کو ایسی حتمی اور ختمی بات بتا دیجئے جو ہماری نجات کے لئے کافی ہو۔ اور ایک سوال شراب کے برتن کے متعلق کیا۔ حضور نے حکم دیا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لائیں، نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، رمضان شریف کے روزے رکھیں اور جہاد کے مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ہمارے پاس بھیجو اور شراب کے ان چار برتنوں کو استعمال میں نہ لاؤ۔ حنتم، دبا، نقیر، مزفت۔ پھر فرمایا اسے اچھی طرح یاد کر لو اور جو نجات کا طالب ہو اسے بتا دو۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ دین اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، کی گواہی دینا، قیامت، فرشتہ، کتاب الٰہی، انبیاء علیہم السلام اور تقدیر کو ماننا، نماز روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد کے مجموعہ کا نام ہے۔ ان میں سے ہر ایک اعتقاداً تو اسی وقت مان لئے گئے۔ اور جو عملی چیزیں تھیں وہ بھی عمل میں آ گئیں۔ ایک مسئلہ قیامت کا رہ گیا جو بعد میں آنے والا تھا۔ جو چیزیں کرنے یا ماننے کی تھیں، ان کا وقوع حضور کے زمانہ میں ہو گیا تو سب کو اطمینان ہو گیا اور اس کی شکل واضح ہو گئی۔

مگر جس کا وقوع نہیں ہوا اور اس پر ایمان ضروری تھا تو وہ خوف کی چیز تھی کہ کہیں مشتبہ نہ ہو جائے چنانچہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی، حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، ہم لوگ بیٹھے ہوئے مذاکرہ کر رہے تھے کہ نبی کریم صلے اللہ

علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ فرمایا کیا گفتگو ہو رہی ہے؟ سبھوں نے عرض کی، قیامت کا چرچا تھا۔ آپ نے فرمایا قیامت یوں نہ آجائے گی، جب تک اس سے پہلے یہ دس باتیں نہ ہولیں۔ ایک تو قدرتی دھواں نکلے گا، دجّال نکلے گا، دآبہ نکلے گا، آفتاب پچھم سے نکلے گا، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے۔ یاجوج ماجوج نکلے گا اور تین خسف ہوگا۔ ایک مشرق میں، ایک مغرب میں، ایک جزیرۂ عرب میں۔ اور سب کے آخر میں ایک آگ یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو ہنکا کر ان کے حشر کی جگہ پہنچائے گی۔

دوسری حدیث ابو داؤد شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا ختم نہ ہوگی جب تک میرے اہلبیت سے ایک شخص جو میرا ہم نام ہوگا سارے عرب کا مالک نہ ہو جائے۔

پھر فرمایا مہدی ہم سے ہوگا، تمام دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا سات برس تک اس کی حکومت ہوگی۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسےٰ بن مریم علیہ السلام اور امام مہدی رضی اللہ عنہ تشریف لائیں گے۔ نیز دجّال وغیرہ کے خروج کا بھی یہی زمانہ ہے۔

پھر کیا تھا، بہت سے بوالہوس ان بشارتوں کو سنکر اُٹھ کھڑے ہوئے، کسی نے مہدی موعود ہونے کا دعوےٰ کیا۔ کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا، دوسری صدی میں مہدی و مسیح کی صدا گونجنے لگی۔ عیسیٰ بن مہرویہ نے مہدیت کا دعویٰ کیا عیسےٰ نام ہی تھا، اعلان کرنے کی دیر تھی، اعلان کرتے ہی لاکھوں آدمی ساتھ ہوگئے۔ آخر خلیفہ مکتفی باللہ نے قتل کرا دیا، اسلامی حکومت تھی اس لئے جہنم

رسید ہو گیا ورنہ نہ معلوم کب تک سلسلہ قائم رہتا اور کتنے گمراہ ہوتے۔
پھر کئی محمد نامی نے عراق کی طرف مہدی ہونے کا دعویٰ کیا سب قتل کئے گئے یا تائب ہوئے۔ ہندوستان میں بھی کئی آدمی مہدی بن بیٹھے مگر سب سے بڑا وہ ہے جو پنجاب کے ایک قصبہ قادیان میں پیدا ہوا اور چودھویں صدی میں ظاہر ہوا جس کا نام مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ اس نے دعوٰے کیا کہ میں مسیح موعود ہوں، عیسٰے بن مریم ہوں، آدم ہوں نبی ہوں، رسول ہوں، مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے، میں معجزات دکھلاتا ہوں، دجّال کا یاجوج کا ماجوج کا قاتل ہوں، سید الکونین ہوں، مجدّد ہوں، جہاد کو حرام کرتا ہوں قوم نصارٰے انگریزوں کا ہلاک کرنے والا ہوں، عیسٰے علیہ السلام سے افضل اور بڑھ کر ہوں، زمانۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و زمانہ صحابہ میں تحقیق فطرۃ اللہ مفقود تھی، میرے ساتھی صحابہ کے درجہ پر ہیں۔ یہ اس کے مذہب کا نمونہ ہوا جتنے عقائد و خیالات میں نے اس کے لکھے ہیں ضروری ہے کہ پہلے اس کی عبارتیں بتاؤں پھر اس کے دعوے کے ایک ایک جزو کو قرآن و حدیث کے ترازو پر تولا جائے، اگر صحیح نکلے مقبول ورنہ مردود۔

پہلا دعوٰی۔ مسیح ابن مریم مہدی موعود کے متعلق قادیانی پر یہ وحی نازل ہوئی

ازالۂ اوہام قادیانی ص۱۱۶ جعلناک المسیح ابن مریم ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا۔ ۹۲۵ میں اس طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح سے وہ شخص بعد کلیم اللہ مرد خدا کے بھیجا گیا تھا اور سب باتوں میں اسی زمانہ کے ہم شکل زمانہ میں اترا جو مسیح ابن مریم کے اترنے کا زمانہ تھا، تا سمجھنے والوں کے لئے نشانی ہو۔ ص۱۱۷۵ اس نے محض اپنے فضل سے بغیر وسیلہ کسی زمینی والد کے اس ابن مریم کو روحانی پیدائش اور روحانی زندگی بخشی

جیسا کہ اس نے خود اس کو اپنے الہام میں فرمایا ثم احیبناک بعد ما اھلکنا القرون الاولیٰ وجعلناک المسیح بن مریم یعنی پھر ہم نے تجھ کو زندہ کیا بعد اس کے کہ جو پہلے قرنوں کو ہم نے ہلاک کر دیا اور تجھے ہم نے مسیح ابن مریم بنایا۔ ص۱۱۶۹ اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے کسی نے بجز اس عاجز کے دعوےٰ نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ تبلیغی کلام قادیان ص۳ خدا نے میرا نام مسیح کر دیا۔ اسی ازالہ کے ص۱۱۵۴ پر لکھا، ہر ایک منصف کو ماننا پڑے گا کہ وہ آدم اور ابن مریم یہی عاجز ہے کیونکہ اول تو ایسا دعوےٰ اس عاجز سے پہلے کبھی کسی نے نہیں کیا۔ اور اس عاجز کا یہ دعوےٰ دس برس سے شائع ہو رہا ہے۔ رسالہ نور الدین خلیفہ اول قادیان ص۲۸ وہ مہدی جس کا یہ نشان (چاند گہن، سورج گہن) ظاہر ہوا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی..... مسیح موعود ہوں صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ (لعنۃ اللہ علیہ) عسل مصفّٰی قادیانی ص۵۲۱ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخص ہے، الگ الگ نہیں۔

ان کتابوں کے حوالجات سے یہ اچھی طرح واضح ہو گیا کہ مرزا قادیانی مہدی موعود، عیسیٰ بن مریم، مسیح موعود اور آدم ہونے کا اور وحی کا مدعی ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بلا باپ کے پیدا ہوا۔

اب نبوت و رسالت وحی و معجزہ کا دعوےٰ بھی قادیانی کتابوں سے اور واضح طور پر سن لینا چاہئے۔ فتح اسلام قادیانی ص۲۳ اس بندہ کو اپنے الہام اور کلام اور اپنی برکاتِ خاصہ سے مشرف اور اپنی راہ کے باریک علوم سے بہرہ کامل بخش کر مخالفین کے مقابل پر بھیجا۔ اور بہت سے آسمانی تحائف اور علوی عجائبات

اور روحانی معارف و دقائق ساتھ دیے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۸۲۹ پر اگر فرشتوں کا نزول نہ ہوا اور ان کے اُترنے کی نمایاں تاثیر تم نے دنیا میں نہ دیکھیں اور حق کی طرف دلوں کی جنبش کو معمول سے زیادہ نہ پایا تو تم سمجھنا کہ آسمان سے کوئی نازل نہیں ہوا لیکن اگر یہ سب ظہور میں آگئیں تو تم اس انکار سے باز آؤ تا خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک سرکش قوم نہ ٹھہرو۔ اسی کتاب کے صفحہ ۸۲۵ پر اپنے لئے کہتا ہے، وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے اور علوم غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہوتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرۂ بالا اس میں پائے جائیں۔

اسی کتاب کے صفحہ ۸۴۵ پر لکھتے ہیں مجھے کون سچا مانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا (رسول) ہوں اور مجھے اسی طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیوں کہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔

تبلیغی کلام قادیانی ص۳ میں نے خدا کی طرف سے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کی نعمت سے مشرف ہو کر نبی کا لقب پایا۔ تمام دنیا کا وہی خدا ہے جس نے میرے پر وحی نازل کی۔
اسی کے ص۴ پر لکھتا ہے اگر میرے دعوے کی نسبت شبہ اور حق جوئی بھی ہو

تو اس شبہ کا دور ہونا بہت سہل ہے کیونکہ ہر ایک نبی کی سچائی تین طریقوں سے پہچانی جاتی ہے۔ ایک عقل سے، دوسرے پہلے نبی کی پیشنگوئی سے، تیسرے نصرتِ الٰہی تائیدِ آسمانی سے، اسی کتاب کے صلا پر لکھا میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔

اسی کے صلا پر ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء فرمایا گیا۔ اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ آپ کے بعد دروازہ مکالمات و مخاطباتِ الٰہیہ کا بند ہے اگر یہ معنے ہوتے تو یہ امت ایک لعنتی امت ہوتی۔

ان حوالوں سے اچھی طرح ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو مہدی مسیح ابن مریم آدم صاحب وحی صاحب معجزات نبی و رسول کہتا ہے اور یہی اُس کا عقیدہ ہے جیسا کہ اس کی مذکورہ عبارات سے واضح اور ظاہر ہے۔ اب مرزا کی عیاری و مکاری ملاحظہ ہو۔ مرزا سے کسی نے سوال کیا ازالہ اوہام صفحہ ۱۰۶ پر لکھتے ہیں: سوال آپ نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے؟ جواب نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدائے تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ ابھی تبلیغی کلام قادیانی کے صلا پر یہ لکھا:

اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔

یہ دونوں باتیں کہ نبی ہے اور نبی نہیں، صحیح نہیں ہوسکتیں۔ ان دونوں میں سے ایک ہی صحیح ہوگی۔ اور دونوں باتیں خدا کی طرف سے بتاتا ہے اور خدا کی ہر بات سچی ہے اور یہاں دونوں باتیں سچی ہو نہیں سکتیں لہذا معلوم ہوا کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی خدا

کی بات نہیں۔ مرزا کہہ رہا ہے کہ خدا کی بات ہے تو مرزا مفتری علی اللہ ہوا۔ اور مفتری علی اللہ نبی کیا معنی مسلمان بھی نہیں، ارشادِ باری ہے من اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا اس سے بڑھ کر ظالم کافر کون ہو گا جو اللہ تعالیٰ پر افتراء کرے، جھوٹ باندھے۔

مرزا اپنے قول سے کافر مرتد بے دین ہوا۔ پہلا کذب، مزید وضاحت کے لئے عسل مصفا صاے ملاحظہ ہو، نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر ہوں بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔

دوسرا کذب۔ ابھی آپ تبلیغی کلام مرزا کے ص۱۲ پر پڑھ چکے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم انبیاء فرمایا گیا اس کے یہ معنے نہیں کہ آپ کے بعد دروازہ مکالمات و مخاطباتِ الٰہیہ کا بند ہے۔ اگر یہ معنے ہوتے تو یہ امت ایک لعنتی امت ہوتی، اسی کے ص۳۱ پر لکھا ہیں تنے خدا کی طرف سے کثرتِ مکالمہ و مخاطبہ کی نعمت سے مشرف ہو کر نبی کا لقب پایا۔

ان عبارتوں کو دیکھ ہم کسی دوسرے کے فیصلہ کے محتاج نہیں رہتے کیوں کہ خود اس دجّال نے فتوے سنا دیا کہ میں ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے مدعیٔ نبوت و رسالت کو کافر و کاذب جانتا ہوں۔ اب اس کے کافر و کاذب لعنتی مفتری ہونے

میں کیا شبہ رہا ؟ جو شخص سرے سے مسلمان ہی نہیں وہ مسلمانوں کا نبی یا امام مجدد کیسے ہو سکتا ہے ؟

پھر مرزائی عسل مصفٰے والی عبارت کہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت وجماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں، اور ازالۂ اوہام والی عبارت دونوں کو ملائیے۔ ازالۂ اوہام ص۱۱۷۹ اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے کسی نے بجز اس عاجز کے دعوٰے نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں بلکہ اس مدت تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعوی نہیں ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس کاذب مرزا نے خود اپنا کذب وافتراء ظاہر کر دیا کہ تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کا یہ خیال نہ تھا جو مرزا نے پیدا کیا۔ اور یہ بھی کہتا جاتا ہے کہ میرا عقیدہ اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے۔ کوئی قادیانی بتائے کہ تیرہ سو نہیں چودہ سو برس میں کسی اہل سنت وجماعت کا عقیدہ تھا یا ہے کہ جو مرزا قادیان میں چراغ بی بی کے پیٹ سے پیدا ہوگا وہی مسیح ابن مریم ہوگا۔

قادیانی کا ایک فیصلہ اور سن لیجئے۔ انجام آتھم ص۲۷ کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوٰے کرتا ہے، قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ اسی مرزا کا عقیدہ اور دعویٰ اس کتاب سے سن چکے کہ کہ میں نے نبی کا لقب پایا۔ میں خدا کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ ایک اور سن لیجئے۔ جب مرزا کو لوگوں نے دجال اور کذاب کہا اور پنجاب میں طاعون پھیلا تو جھٹ مرزا نے ایک الہام تراشا اور کہا

کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ دیکھئے دافع البلاء ص۵ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی اس کی عبارت یہ ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم انہ اوی القریۃ یعنی خدا نے یہ ارادہ فرمایا کہ اس بلا طاعون کو ہرگز دور نہیں کریگا جبتک لوگ ان خیالات کو دور نہ کریں جو ان کے دلوں میں ہیں یعنی جبتک وہ خدا کے مامور اور رسول کو مان نہ لیں اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھیگا تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔

اسی کے ص۹ پر براہین احمدیہ کی وحی یوں لکھتا ہے، خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں آخری دنوں میں طاعون بھیجوں گا تاکہ میں ان خبیثوں اور شریروں کے منہ بند کردوں جو میرے رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔

اسی کے ص۱۰ پر لکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ بہر حال جبتک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ مگر جب قادیان میں طاعون پھیلا اور خدا نے ظاہر کر دیا کہ قادیان میں اس کا کوئی رسول نہیں تو ظالم مرزا نے جھٹ ایک دوسرا الہام تراشا جو تذکرۃ الشہادتین کے ص۱۲ میں ہے۔ اس گاؤں کو جو قادیان ہے، کسی قدر ابتلاء کے بعد اپنی پناہ میں لے لیگا۔

ص۱۱ پر لکھا سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ ان عبارتوں کے ساتھ غسل مصفیٰ کی عبارت ملا لیجئے کہ ختم المرسلین کے بعد مدعی نبوت و رسالت کو کافر و کاذب جانتا ہوں۔ اب تو کسی مسلمان کو قادیانی مرزا کے کافر مرتد دجّال ہونے میں شک نہیں ہو سکتا اور نہ کسی قادیانی امت ہی کو قادیانی مرزا کے

کافر ہونے میں شک ہوسکتا ہے کیونکہ یہ اسی مدعیٔ نبوت کا فیصلہ ہے کہ مدعی نبوت و رسالت کافر ہے۔ اب کوئی قادیانی اگر یہ بھی کہے کہ مرزا کو نبی و رسول نہیں مانتے بلکہ امام مجدد جانتے ہیں تو کیا کافر دجال امام مجدد ہوگا۔ ہاں امام ہوسکتا ہے مگر کافروں کا اور مسلمانوں کا امام نہیں ہوسکتا۔ قرآن کا ارشاد ہے لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء خدا کے دشمن مفتری کذاب کو اپنا ولی امام پیشوا نہ بناؤ اور مرزا خود لکھ گیا کہ ایسا بدبخت مفتری جو نبوت و رسالت کا دعوی کرتا ہے، قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہی ہم اہلسنت و جماعت بھی کہتے ہیں کہ ہرگز ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا، کافر مرتد بے دین ہے۔ پھر مجدد اور امام المسلمین کس طرح ہوگا بلکہ جو اس کی امامت یا اسلام ہی کو تسلیم کرے گا خود مرتد کافر ہوجائے گا۔ روز روشن کی واضح ہوگیا کہ مرزا قادیانی خود اپنے ہی اقوال سے کافر مرتد کذاب ہے، قرآن کا منکر ہے۔

اب قرآنی ایمان سنئے۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔ یہ قرآنی حکم ہے جس کا منکر اہل اسلام کے نزدیک قطعاً اجماعاً کافر ہے اور اس قادیانی کے نزدیک بھی کافر ہے۔ قرآن نے بتادیا کہ آپ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد اگر کوئی مدعی نبوت ہوا تو وہ فرمانِ الٰہی سے باغی ہوا، خدا کا منکر ہوا، خاتم النبیین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کا منکر ہوا چاہے وہ دن رات کہا کرے کہ سب کو مانتا ہوں۔ ایک پیشینگوئی حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی سن لیجئے جو انجیل میں آئی، اور آفت زدہ مرزا نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے اور اپنی کتاب میں درج کرگیا ہے

میں اسی مرزا کی کتاب سے نقل کرتا ہوں۔ ازالہ اوہام ص۱۷۹ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے فرمایا کہ بہتیرے میرے نام پر اٹھیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں پر سچا مسیح ان سب کے آخر میں آئے گا اور مسیح نے اپنے حواریوں کو نصیحت کی تھی کہ تم آخر کار منتظر رہنا میرے آنے کا ۔۔۔۔ قادیانیو! اگر تم نے خدا اور رسول کے لئے قادیانیت اختیار کی ہے تو ذرا اس پیشینگوئی کو دیکھو جو تمہارے امام قادیانی نے اپنی کتاب میں لکھی۔ کتنا صاف اور واضح بیان حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ہے کہ میرے نام پر یعنی مسیح ابن مریم بن کر بہتیرے آئیں گے پر سب سے آخری میں ہونگا میرا انتظار کرنا اور ان بہتیرے جھوٹوں کو جھوٹا کذاب دجال سمجھنا۔

اب اتنا اور ڈھونڈھ لو کہ کتنوں نے مسیح ابن مریم ہونے کا دعوٰی اس قادیانی سے پہلے کیا۔ اگر تین چار بھی پہلے آگئے ہوں تو کسی قدر احتمال پیدا ہو سکتا ہے کہ شاید یہی قادیانی مسیح ہو۔ جب تک اس کے تفصیلی احوال نہ معلوم ہو جائیں اور اگر اس سے پہلے کسی ایک نے بھی مسیح ابن مریم ہونے کا دعوٰے نہ کیا ہو تو بلاشبہ سمجھ جاؤ کہ یہ وہی کذاب دجال ہے جس کی پیشینگوئی انجیل میں آئی۔ سنو یہی تمہارا قادیانی اس ازالہ کے ص۱۷۹ پر لکھتا ہے اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے کسی نے بجز اس عاجز کے دعوٰے نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں بلکہ اس مدت تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعوٰی نہیں ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اب تو کوئی شبہ نہ رہا کہ یہ پہلا مدعی ہے۔ کذاب ہے، مفتری ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ابھی اور بھی آئیں گے کیونکہ بہتیرے کا لفظ ہے جس کے لئے کم از کم تین تو ضرور ہی ہونا چاہیئے۔ یہ خدا کی پھٹکار ہے

جو مرزا پر پڑتی چلی جاتی ہے۔ خود دعوے کرتا ہے اور خود اپنے کفر، اپنے دجل، اپنے کذب کا فتوے دیتا جاتا ہے اس کے کذب پر علاوہ اس کے اقوال کے قرآن مجید اور انجیل کی بشارت گزر چکی۔

اب ابوداؤد شریف کی حدیث سنیے۔ فرمایا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ و انا خاتم النبیین لانبی بعدی میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک دعویٰ نبوت کرے گا حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس حدیث شریف کی رو سے مرزا کا نام کذّاب ہوا لہذا اب ہم اس کو اسی حدیثی آسمانی نام سے یاد کریں گے کیونکہ اس نے بھی آسمانی ہی نام کا اعلان کیا ہے ورنہ اس کی ماں چراغن بی بی کی نسبت سے اس کا الہامی نام چراغ دین تھا گو اس کی ماں نے اس کا نام غلام احمد رکھا تھا۔

بخاری شریف میں ہے حتی یبعث دجالون کذابون قریبا من ثلثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک تقریباً تیس دجال کذاب نہ پیدا ہو لیں جن میں سے ہر ایک مدعی ہو گا کہ میں رسول ہوں، اس حدیث میں مدعی رسالت کا نام دجال اور کذاب ہوا۔

یہ وہی بخاری شریف ہے جس کی حدیثوں کی صحت کا مرزا کذاب بھی قائل ہے لہذا اب اس کو اسی آسمانی نام سے میں بھی یاد کروں گا۔ مرزا دجال کذاب کے کاذب ہونے کی شہادت قرآن مجید، انجیل شریف، حدیث شریف سے گزری، اور حدیث نے ایک بات اور بھی بتادی کہ وہی دجال کذاب بھی ہے مگر یہ سب

ذریت ہے، اس دجالِ اکبر کی جو سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت ظاہر اور مقتول ہوگا۔ مرزا کذاب دجال نے جو اپنی مسیحیت، مہدویت، نبوت و رسالت پر دلائل قائم کئے ہیں انہیں سنئے، تاکہ دجالی ذریت کے انکار و اغوار کے وقت کام آئیں۔

مرزا دجال نے اپنی نبوت و رسالت کے ثبوت میں سب سے بڑی دلیل پیشینگوئی کو قرار دیا ہے۔ پھر نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت کے حالات و واقعات والی حدیثوں سے استدلال کیا ہے، پھر سابقین کی پیشینگوئی کو اپنے اوپر چسپاں کیا ہے۔ عسل مصفیٰ قادیانی ص۰۹ اب ہم پوچھتے ہیں کہ پیش از وقت ایسی باتوں کی خبر دینا سوائے خدا کے کس انسان کا مقدور ہے لہذا کچھ شک نہیں کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے مرسل اور خدا کے محدث ہیں۔

مرزا کذاب کی بہت سی پیشینگوئی لکھنے کے بعد یہ دعوے کیا کہ ایسی پیشینگوئی سوائے خدا کے رسول کے اور کون کرسکتا ہے۔ کسی انسان میں یہ طاقت نہیں معلوم ہوا کہ مرزا نے بہت سی پیشینگوئی کر کے اپنی رسالت کا ثبوت دیا ہے لہذا میں ان پیشینگوئیوں کو لکھتا ہوں جن کے صادق ہونے نہ ہونے کو بہت ہی زور دار طور پر اپنی نبوت کا مدار ٹھہرایا ہے چنانچہ ازالہ اوہام ص۱۱۶ پر لکھا ہے۔ اب جس قدر میں نے لطور نمونہ کے پیشینگوئیاں بیان کی ہیں، درحقیقت میرے صدق یا کذب کے آزمانے کے لئے یہی کافی ہیں۔ خود لوگ ظہور کے وقت اندازہ کرلیں گے کہ کون شخص مقبولِ الٰہی ہے اور کون مردود، یہ قاعدہ تو اسی مرزا دجال کا بنایا ہوا ہے اسے یاد رکھو اور اس کی پیشینگوئی کو پرکھو، اور خدا توفیق دے

تو توبہ کرو، صراطِ مستقیم اختیار کرو۔

پہلی پیشگوئی مرزا دجال کی جب ۵ جون ۱۸۹۳ء کو امرتسر میں عبداللہ آتھم سے مناظرہ ہوا تو مرزا نے ہلاکت کی یہ پیش گوئی کی کہ عبداللہ آتھم اگر مجھ پر ایمان نہ لایا تو پندرہ مہینہ کے اندر مر جائے گا اور جہنم کے طبقہ ہاویہ میں گرا دیا جائے گا اور اس کی آخری میعاد ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء رکھی گئی۔ اس اشتہار کا مضمون یہ ہے۔ انوار اسلام صا جو فریق عمدًا جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہیں دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرا دیا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہو گی اور اس وقت جب یہ پیشینگوئی ظہور میں آئے گی، بعض اندھے سوجاکھے کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔

اس پیشگوئی کے وقوع کا ہر ایک کو انتظار رہا۔ اور فریقین نہایت بے چینی سے ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کے دن گن رہے تھے۔ اس بیچ میں عبداللہ آتھم پر تین دفعہ مختلف اوقات میں حملے بھی کئے گئے۔ جب دن ختم ہونے کے قریب آئے تو قادیانیوں میں ہیجان پیدا ہوا کسی کو شکوک ہونے لگے، کوئی اپنی جگہ جما رہا۔ لوگوں کا یہ حال دیکھ کر جھٹ مرزا نے ایک الہام سنا ڈالا اور معتقدین کی تسلی کرائی لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ان اللہ لا یخلف المیعاد اللہ تعالیٰ کا وعدہ ٹلتا نہیں، ہو کر رہے گا۔ معتقدین مطمئن ہو گئے مگر ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء ختم ہو گیا اور عبداللہ آتھم بدستور زندہ رہا اور بڑا جشن منایا گیا۔ اب تو قادیانی مرزا کے سر ہو گئے۔ اللہ کا وہ وعدہ بھی اٹل

کیوں ٹل گیا۔ یہ تو نبوت مرزا کی دلیل تھی۔ اب نبوت جاتی ہے یا کوئی وجہ معقول بتاؤ کہ کیا اسباب ہوئے؟ کیوں وعدہ پورا نہ ہوا۔

مرزا نے کہا ہم نے اپنی پیشگوئی میں یہ قید لگادی تھی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے، اور اس نے رجوع کر لیا، اس لئے بچ گیا۔ اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو آتھم صاحب قسم کھالیں۔ انجام آتھم ص۶ آتھم نے نالش اور قسم سے پہلو تہی کر کے اپنے اس طریقہ سے صاف جتلا دیا کہ ضرور اس نے رجوع بحق کیا۔ معتقدین مرزا کے لئے مرزا کی اس بات سے کچھ ڈھارس بندھی مگر ادھر روز کے جشن جلسے جلوس، مرزا پر دجّال کذّاب کے ہر چہار طرف نعرے، بہت سے قصیدے، نظمیں مرزا کی شان میں لکھی گئیں جن میں چند اشعار آپ بھی سن لیجئے:۔

غضب تھی تجھ پہ ستمگر چھٹی ستمبر کی — نہ دیکھی تو نے نکل کر چھٹی ستمبر کی

ذلیل و خوار ندامت چھپا رہی تھی کہ تھا — ترے مریدوں پہ محشر چھٹی ستمبر کی

مسیح و مہدی کاذب نے منہ کی کھائی خوب — یہ کہتی پھرتی ہے گھر گھر چھٹی ستمبر کی

آخر فریادی کہاں تک صبر کرتے، پھر مرزا کے پاس فریادی آئے، بیزاری ان کے چہروں سے ظاہر، مرزا ندامت آلود چہرہ کے ساتھ اپنی ذلت و رسوائی جو چار دانگ عالم میں ہو رہی تھی، سنتا رہا۔ پھر کچھ سوچ کر بولا، انجام آتھم ص۶ اب اگر آتھم صاحب قسم کھالیویں تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہے جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے۔ اب مریدین مرزا کو بڑا سہارا ملا اور دنیا میں کہتے پھرے کہ اب اگر باز نہیں آیا تو ایک سال کا قطعی وعدہ ہے اور وہ بھی تقدیر مبرم جو کسی طرح ٹل نہیں سکتا۔ اب کی پیشگوئی تقدیر مبرم ہے۔

اب سال کے بعد زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسے پہلی پیشگوئی نہ سمجھو، وہ مشروط تھی اور یہ مبرم ہے جو ضرور ہو کر رہے گی، قسم کھائے یا نہ کھائے صہ۱۲ اگر قسم نہ کھادیں تو پھر بھی خدا تعالےٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا جو اس کی نبوت پر ایمان لا چکے تھے تقدیر مبرم کا نام سنکر مطمئن ہو گئے۔ اور جو اس کو دجال کذاب جانتے تھے۔ وہ پہلی ہی پیشنگوئی سے مرزا کی ذلت و رسوائی کو بچشم خود دیکھ کر طمانیت قلبی پا چکے تھے، اعلان عام ہو رہا تھا، مرزائی دم بخود تھے، کچھ بنائے بن نہ پڑتا تھا، مگر آنسو پوچھنے کے لئے وہ خیانت کچھ کام آگئی، یعنی ایک برس کا انتظار، قادیانیوں کی طرف سے ہر اعتراض کا جواب یہی تھا کہ سال بھر صبر کرو۔ مرزا کی نبوت ثابت ہوئی جاتی ہے، مگر ان کے مخالف زندہ آتھم کو دیکھ کر اور پھر بالاعلان ان کی مخالفت کرتا ہوا دیکھ کر کب خاموش رہ سکتے تھے۔ مرزا کہتا تھا کہ آتھم نے حق قبول کر لیا۔ آتھم کہتا تھا کہ جیسا تجھے پہلے دجال سمجھتا تھا اب بھی سمجھتا ہوں، بلکہ اب زیادہ یقین کے ساتھ، بہر حال اس پیشگوئی کے بعد دنیا بھر میں اس کی انتہائی ذلت ہوئی۔ جو کچھ اس نے پیشگوئی میں کہا تھا وہ اس کے لئے پوری ہوئی چنانچہ اپنے مخالف کے لئے خود مرزا ضمیمہ انجام آتھم میں لکھتا ہے صہ۳ امرتسر اور بہت سے دوسرے شہروں میں نہایت شوخی سے ناچتے پھرے کہ ہماری فتح ہوئی اور ان کے نہایت پلید اور بدذات لوگوں نے گالیاں دیں اور سخت بد زبانی کی۔

دیکھئے یہ مرزا باآں ہمہ شان نبوت اپنے مخالف کو کس طرح منہ بھر کر سنا رہا ہے، سچ ہے کھسیانی بلی کیا کرے۔ یہی خیریت ہے جو اس نے اس کو وحی الہٰی نہ کہا بس کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس کو پیشگوئی کے بعد کیسی ذلت ہوئی مگر توبہ

نہ کرنی تھی، نہ کی حالانکہ پیشگوئی کے کذب کو اپنے کاذب ہونے کی دلیل بنا چکا تھا، اعلان کرچکا تھا، آخر کذب ہی تو ٹھہرا۔ اچھا سنیئے ۵ جون ۱۸۹۳ء پندرہ مہینے کے اندر موت کی پیشگوئی جو ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو ختم ہوئی پھر بھی آتھم کو موت نہ آئی اب تو قادیانیوں میں بڑا تہلکہ مچا، مرزا کی آنکھوں تلے اندھیرا آگیا، اب کوئی تدبیر تلبیس بنائے نہ بنی۔ سوچتا رہا۔ آخر سوزخ کردہ صورت نکالی کہ سننے والے دنگ رہ گئے اور تمام شیطان الانس نے گردنیں جھکا دیں کہ ہاں حضرت جب اوپر سے ہوتا چلا آیا ہے تو آپ کا کیا قصور؟ بلکہ اس سے تو آپ کی شان اور بالا ہوگئی کہ پہلے کے مثیل ہونے میں اب کوئی شبہ کی گنجائش بھی نہ رہی، اس دجال نے اپنی امت کو اپنی نبوت قائم رکھنے کے لئے دو باتیں پڑھائیں ایک تو یہ کہ خدا وعدہ کرکے کبھی کبھی ٹال بھی دیتا ہے، پورا نہیں کرتا، دوسری یہ کہ پیشگوئی کے سمجھنے میں بڑے بڑوں سے غلطی ہوئی یہاں تک کہ سید المرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے غلطی ہوئی ہے۔ پھر میں کب اس غلطی سے بچ سکتا تھا جس سے دوسرے نبی نہ بچے، آخر میں بھی تو ایک نبی ہوں۔ (لعنۃ اللہ علیہ)

مرزا دجال ازالہ اوہام کے ص۹۵ پر لکھتا ہے پیشگویوں کے سمجھنے کے بارے میں خود انبیاء سے امکان غلطی ہے۔ پھر امت کا کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے اس سے بھی بڑھ کر خباثت ص۹۷ پر کی ہے، لکھتا ہے۔ اکثر پیشگویوں میں ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں کہ قبل از ظہور پیشگوئی خود انبیاء کو ہی جن پر وہ وحی نازل ہو سمجھ میں نہیں آسکتی چہ جائے کہ دوسرے لوگ ان کو یقینی طور پر سمجھ لیں۔ دیکھو جس حالت میں ہمارے سید و مولیٰ (ختم المرسلین) آپ اس بات کا اقرار

کرتے ہوں کہ بعض پیشگوئیوں کو میں نے کسی اور صورت پر سمجھا اور ظہور ان کا کسی اور صورت پر ہوا۔ اس عبارت میں اس دجال نے اتنی قید لگائی کہ قبل ظہور پیشگوئی انبیاء نہیں سمجھ پاتے تو معلوم ہوا کہ بعد ظہور ضرور سمجھ جاتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کا مذہب یہ نہیں ہے کہ کسی نبی کی تعریف و توصیف ہو اور خاص کر جہاں اپنی بات بنانی ہو کیونکہ اس پر تو کھلا اعتراض موجود تھا کہ اگر قبل ظہور وقت پیشگوئی سمجھ میں جناب کے نہیں آیا تو نہ آئے اب تو پندرہ ماہ اور پورا سال گزر گیا۔ اب قبل ظہور کی قید کیا کام دے گی، تو اپنا اصل مذہب بیان کر دیا کہ انبیاء علیہم السلام کو بہت سی پیشگوئیوں کی حقیقت نہ قبل ظہور معلوم ہوتی ہے نہ بعد ظہور۔

دیکھو عسل مصفٰی ص۴۳ بعض دفعہ انبیاء پر بھی ان کی اصل حقیقت نہیں کھلتی اور صحیح انکشاف کے ساتھ ان بشارات کے مصداق کو نہیں پا سکتے۔ مصداق ما صدق علیہ ہے یعنی جس پر وہ پیشگوئی ظاہر ہوئی وہ کیا ہے، کیسی ہے؟ کب ظاہر ہوئی؟ اس کی حقیقت کو نبی کے لئے بھی ثابت نہیں مانتا۔ پھر اس سے پوچھئے کہ پیشگوئی تھی کس کام کے لئے؟ اور اس صورت میں وہ کام ہوگا یا نہیں؟ اگر نہیں ہوگا تو عبث ٹھہرے گی اور فعل خدا عبث نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ حکیم ہے۔ خود یہ لکھنے والا عبث ہوگا۔ اسی کتاب سے اس کا جواب بھی پڑھ لیجئے ص۴۳ اللہ تعالیٰ کا ایسی پیشگوئیوں کے اخبار سے یہ بھی مقصود ہوتا ہے کہ اس شخص کی خلق اللہ میں جن کی ہدایت کے لئے وہ اس کو مامور کرتا ہے، عزت اور عظمت ظاہر ہو اور معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کو اس مامور من اللہ کے ساتھ کیسی محبت ظاہر ہوتی ہے اس لئے وہ پیش از وقت اس کے ذریعہ سے ایک غیب کی بات جہان میں ظاہر کراتا ہے۔ اور جب اس کا وقوع اسی طرح

ہو جاتا ہے جیسا اس خدا کے مرسل نے ابتداء ہی میں بتا یا تھا تو پھر ان لوگوں میں اس خدا کے بھیجے ہوئے کی گہری محبت دل پر بیٹھ جاتی ہے اور وہ اس کے نقش قدم پر چل کر اس ناپاک اور گندی زندگی سے نجات پاکر ابدی زندگی کے وارث بن جاتے ہیں۔

اس قادیانی کی دونوں باتیں جو ایک ہی مسئلہ پر ہیں، ملا کر دیکھئے کہ کیا اَن کہی کہتا ہے۔ اس دوسری عبارت کا ماحصل یہ ہوا کہ پیشگوئی سے نبی کی صداقت و عظمت کا اظہار مقصود باری تعالیٰ ہوتا ہے۔ کسی واقعہ کے ہونے سے پہلے نبی کی زبانی لوگوں کو بتا دیا جاتا ہے کہ ایسا ہونے والا ہے۔ پھر جب لوگ اسے ویسا ہی دیکھ لیتے ہیں جیسا اس کے ہونے سے پہلے نبی کے کہنے سے سمجھا تھا تو اس نبی کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جاتی ہے اور تابعداری میں لگ کر کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس سے صاف واضح وظاہر ہے کہ نبی کی تو شان بڑی ہے۔ جس قوم یا افراد کو اس نبی نے سنایا سب ہی سمجھ گئے اور سب پر اس کی حقیقت ظاہر ہو گئی جب تو ان لوگوں نے اسے واقعہ سے مطابق پاکر نبی مان لیا اور مطیع ہو گئے۔

اور پہلی عبارت میں لکھتا ہے کہ نبی پر بھی بعض دفعہ پیشگوئی کی حقیقت ظاہر نہیں ہوتی۔ تو میں پوچھتا ہوں پھر وہ نبی پیشگوئی کاہے کی کرتے ہیں جس کو وہ خود نہ جانیں اور جب خود نہیں جانتے تو دوسروں کو کیا کہہ کر بتائیں گے۔ جب کوئی نہ سمجھا تو اس پیشگوئی کا جو مقصد تم نے بیان کیا وہی فوت ہو گیا اور پیشگوئی عبث و بیکار ٹھہری اور یہ ناممکن، معلوم ہوا کہ تمہارا گھڑا ہوا اصول تمہارے ہی ہاتھوں برباد ہو گیا، وکذلک العذاب۔

سنو: پیشگوئی جن معنوں میں متعین کی جائے گی۔ انہی معنوں میں اس کا وقوع بھی ہوگا اور وہ پیشگوئی جو تعین یوم اور سنہ کے ساتھ ہو اس کا اسی روز اسی سن میں ظاہر ہونا ضروری ہے۔ دنیا کا کوئی انسان ایسی کوئی پیشگوئی کسی نبی کی نہیں دکھا سکتا جس میں تاریخ مقرر کی گئی ہو اور اس تاریخ پر اس کا وقوع نہ ہوا ہو۔ دن بجائے ۲۴ گھنٹہ کے ۵۰ گھنٹہ کا ہو سکتا ہے مگر وہ دن نہیں ٹل سکتا۔

حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش گوئی بیان فرمائی لاتذھب الدنیا حتی یملک العرب رجل من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی دنیا ختم نہیں ہو سکتی جب تک میرے اہلبیت میں سے ایک شخص جو میرا ہمنام ہوگا عرب کا مالک نہ ہولے۔ پھر فرمایا لولم یبق من الدنیا الایوم لطول اللہ ذلک الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلا منی او من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا اگر دنیا کے تمام دن ختم ہو جائیں اور آخری ایک دن رہ جائے اور امام نہ آئے تو خدا تعالےٰ اس دن کو اتنا بڑھا وے گا جس میں وہ آجائیں وہ میرے اہلبیت سے ہوں گے، وہ میرے ہمنام اور ان کے والد ہمارے والد کے ہمنام ہوں گے، دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسا کہ وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی۔۔۔ اس حدیث سے پیشگوئی موقت کا حال معلوم ہوا کہ وہ اپنے وقت سے ٹل نہیں سکتی جس طرح فرمایا اسی طرح ہو کر رہے گی۔ اور اس حدیث سے دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ حضرت امام مہدی کے والد ماجد کا نام عبداللہ ہوگا

اور امام مہدی کا نام محمد ہوگا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قادیانی دجال نے جو اپنا امام مہدی ہونا بیان کیا ہے وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے سراسر منافی ہے۔ اس کا نام غلام احمد ہے۔ اس کے باپ کا (اگر وہ مانیں) غلام مرتضیٰ ہے، مرحوم۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پیشگوئی جس طرح کی جائے اسی طرح کی واقع ہوگی، یہ نہیں ہوسکتا کہ پیشگوئی میں لفظ ہو انسان کا مراد ہو پتھر، یا لفظ ہو موت کا مراد ہو زندگی، پھر خاص کر وہ پیشگوئی جو تصدیقِ رسالت کے لئے موقوف علیہ قرار دی گئی ہو اس کو تو یقیناً ویسا ہی ہونا چاہیے جیسا تمہاری عسلِ مصفٰی کی عبارت منقولہ سے معلوم ہوا۔ اس اعتراض کی تفصیل سنئے جو اس نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھا ہے۔

پہلے حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی سنئے قال ان اللہ اوحی الی ای ھؤلاء الثلاثۃ نزلت فھی دار ھجرتک المدینۃ او البحرین او قنسرین فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی ہے کہ ان تینوں مقامات سے جس مقام کی طرف آپ ہجرت کریں گے وہی آپ کا دار الہجرت ہوگا مدینہ طیبہ بحرین قنسرین، اس میں اصلی پیشگوئی ہجرت کی ہے، رہا مقام تو وہ بھی ان تینوں میں محدود، اور اس کو معین کرنا رائے رسول پر مفوض۔

اب وہ حدیث سنئے جس سے جھوٹا مرزا رسولِ پاک کا کذب ثابت کرنا چاہتا ہے مسلم شریف میں ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی ارض بھا نخل فذھب وھلی الی انھا الیمامۃ او الھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میں نے خواب میں دیکھا کہ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے ایسے مقام پر پہنچا ہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں، خیال ہوا کہ شاید یہ مقام یمامہ یا ہجر ہے، پس ناگاہ وہ مدینہ تھا۔

اس سے قادیانی نے اپنا مطلب یہ نکالا کہ رسول اللہ پر ہجرت کی پیشگوئی مشتبہ رہی اور اقرار فرمایا کہ بعض پیشگوئیوں کو میں نے کچھ سمجھا اور واقع کسی اور صورت پر ہوئی یعنی سمجھا ہجر یا بحرین، نکلا مدینہ! یہ رسولِ پاک پر افتراء ہے کیونکہ حدیث تو یہ بتاتی ہے کہ حضور نے خواب دیکھا کہ میں ہجرت کر کے ایسے مقام پر پہنچا ہوں جہاں کھجور کے پیڑ ہیں، چونکہ تین مقام ہجرت کے لئے نامزد تھے فرمایا میرا خیال اسی خواب میں تینوں مقام کی طرف گیا کہ ان میں سے کون ہے؟ پس معلوم ہو گیا کہ مدینہ ہے۔

پوری جماعت مل کر حدیث دکھلانے کہ حدیث کے کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ کو خود اس بات کا اقرار ہے کہ پیشگوئی کو میں نے کچھ سمجھا اور ہوا کچھ، اور کیا لفظ "اہاجر" مخفی رہا یا "من مکۃ" یا "الی الارض بہانخل"، کی حقیقت حضور کی سمجھ میں نہ آئی، قادیانی نے اپنی غلط پیشگوئی کے ثبوت کے لئے اس حدیث سے یہ مطلب نکالا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی کہ میں ہجرت کروں گا مگر حضور کو خود معلوم نہ ہو سکا کہ کہاں ہجرت کروں گا بلکہ اپنی طرف سے سمجھے بیٹھے تھے کہ یمامہ یا ہجر مراد ہے۔ جب ہجرت واقع ہو گئی تب سمجھے کہ مدینہ مراد تھا، ان دونوں میں سے کوئی نہ تھا۔ جو حضور نے سمجھا غلط تھا۔ اس حدیث کے متعلق دو باتیں قابلِ اظہار ہیں ایک الفاظ حدیث کے اردو معنی جو مذکور ہوئے

دوسرے اس حدیث کے صدور کا وقت ، یہ دوسرا امر دو حال سے خالی نہیں یا تو حضور نے یہ حدیث مکہ معظمہ میں بیان فرمائی یا مدینہ طیبہ میں ، اگر مدینہ طیبہ میں بیان کی تو پیشگوئی نہ ہوئی - اور اگر یہ کہو کہ پوری حدیث مکہ معظمہ میں بیان فرمائی اور فاذا ھی المدینۃ کا لفظ مدینہ طیبہ میں بیان کیا جیسا کہ قادیانیوں کے مسلک سے معلوم ہوتا ہے تو دیکھو اس حدیث کے راوی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو مکہ معظمہ میں اسلام لائے اسلم بمکۃ وھاجر الی ارض الحبشۃ ثم قدم مع اھل السفینۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخیبر ، اور تقریباً آٹھ سال سنہ ہجری سے پہلے حبشہ ہجرت کر گئے اور ۷ سنہ ہجری میں مدینہ آئے - اس وقت حضور خیبر میں تشریف فرما تھے یا تو جیسے ہی حضرت ابو موسیٰ حاضر ہوئے ویسے ہی حضور کو علم ہوا کہ ہماری پیشگوئی غلط تھی . اس کے ازالہ کے لئے فوراً فاذا ھی المدینۃ فرمایا ، یا سال دو سال کے بعد ، بہر صورت کم از کم چودہ برس تک تو ضرور غلطی میں مبتلا رہے ، کیا ایسا ہو سکتا ہے ؟

یہ سوال کسی مسلمان سے کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ وہ ایسے مزخرفات کا قائل ہی نہیں -

یہ قادیانی سے پوچھئے ، عسل مصفےٰ ص ۶۰۱ پر انبیاء علیہم السلام کی غلطی کے متعلق لکھتا ہے مگر ان کو اس خطا پر بہت جلد متنبہ کیا جاتا ہے اور دیر تک ان کو اس حالت غلطی میں نہیں رکھا جاتا ، یعنی انبیاء علیہم السلام سے اگر غلطی ہو بھی جاتی ہے تو جلد متنبہ کر دئے جاتے ہیں . اس عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ شکل بھی ناممکن ہے کیونکہ یہاں تو کوئی سال چھ ماہ کی دیر نہیں پورے چودہ سال تاریکی میں رکھا گیا جو اس کے مذہب

کی بنا پر بھی جائز نہیں اب ایک صورت رہ گئی کہ پوری حدیث تمام اجزا کے ساتھ مکہ معظمہ میں بیان فرمائی، تو اس میں کوئی اشتباہ نہیں پیشگوئی بھی ہو گئی اور یک ساعت تینوں محتمل صورتوں کو بیان کر کے مقام و مراد کو متعین بھی فرما دیا، اس میں غلطی کیا ہوئی! ہاں تمہاری غلطی خود تمہاری عبارت سے ظاہر ہو گئی انبیاء علیہم السلام کی ذات اس سے پاک ہے ان کا خواب اور بیداری سب یکساں ہیں، ان پر شیطانی تسلط نہیں ہو سکتا خصوصاً سید المرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم جو کچھ حال میں احکام بیان فرمائیں سب وحی الٰہی ہے ممکن ہی نہیں کہ اس میں خطا ہو۔ پھر انبیاء کی پیشگوئی تو وعدۂ الٰہی ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی ارشادِ باری تعالےٰ ہے ولا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ہرگز ایسا گمان بھی نہ کرو کہ خدا اپنے رسولوں سے وعدہ کر کے پورا نہ کرے گا۔ جو وعدہ کرے گا ضرور پورا فرمائے گا۔ خدا تعالےٰ نے اپنے ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی کہ آپ ہجرت کریں گے، ہزارہا موانع آئے، مگر ہجرت ہو کے رہی۔ اگر یہ قادیانی بھی رسول تھا اور اس کو بھی خدائی بشارت ہوئی تھی کہ اے مرزا تمہارا دشمن آتھم پندرہ ماہ میں مرجائے گا، جہنم میں پہنچ جائے گا، تجھ کو اطمینان نصیب ہو جائیگا تو آتھم زندہ کیوں رہا اور بجائے اس کے مرزا کیوں دنیا میں رسوا و خوار ہوا! معلوم ہوا کہ یہ کذاب رسول نہ تھا، خدا کا وعدہ یقیناً سچا ہے وہ اپنے رسول سے جھوٹا وعدہ نہیں کرتا یا وعدہ کر کے خلاف نہیں کرتا، اور جب خلاف ہوا تو معلوم ہو گیا کہ اس کو خدا کی طرف سے وحی نہیں ہوئی بلکہ اس کا استاد ابلیس اس کے کان میں پھونک گیا اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے یہ دعویٰ کر دیا کہ خدا کی طرف

سے وحی آئی، غیرت الٰہی نے اس کو پکڑ لیا اور دنیا کے سامنے ذلیل کیا۔ اس آیت سے مرزا کی پہلی توجیہ بھی کہ کبھی خدائے تعالےٰ وعدہ ٹال بھی دیتا ہے، ہباءً منثوراً ہو گئی اور ثابت ہو گیا کہ خدا نے اس سے کوئی وعدہ کیا ہی نہ تھا۔ شیطانی وعدہ تھا، جو حال شیطان کا وہی اس کے وعدہ کا ہوا، اچھی طرح واضح ہو گیا کہ مرزا کی پیشگوئی معہ اس کے دلائل و توجیہ کے اس کے مسلمان ہونے کی بھی دلیل نہ ہو سکی چہ جائے کہ اس سے نبوت کا ثبوت ہو۔ ہاں اس کے کفر اور ارتداد کا بیّن ثبوت ہوا۔

ابھی مرزا کے پاس کذب و افترار کو کمالِ نبوت ثابت کرنے کے لئے اور بھی دلائل ہیں مگر میں پہلے اس کی ایک اور پیشگوئی سنا دوں تو پھر اس کے بقیہ دلائل کی طرف متوجہ ہونگا۔

مرزاجی کو تقریباً پچاس برس کی عمر میں عشق بازی سوجھی۔ یہ عمر پھر تندرستی کا وہ حال جو آگے ظاہر ہوگا اور یہ بوالہوسی معاذ اللہ، مرزاجی لکھتے ہیں اخبار نور افشاں ۱۰ رمئی ۱۸۸۸ء میں جو خط اس راقم کا چھاپا گیا ہے، وہ ربانی اشارہ سے لکھا گیا، ایک مدت سے قریبی رشتہ دار مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) نشانِ آسمانی کے طالب تھے، طریقہ اسلام سے انحراف رکھتے تھے، یہ لوگ مجھ کو میرے دعوی الہام میں مکار اور دروغ گو جانتے تھے اور مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے، کئی دفعہ ان کے لئے دعا کی گئی، دعا قبول ہو کر خدائے تعالےٰ نے یہ تقریب پیدا کی کہ والد اس دختر کا ایک ضروری کام کے لئے ہماری طرف ملتجی ہوا۔ قریب تھا کہ ہم اس کی درخواست پر دستخط کر دیتے لیکن استخارہ کر لینا چاہا، سو یہی جواب

مکتوب الیہ کو دیا گیا۔ وہ استخارہ کیا تھا گویا نشان آسمانی کی درخواست کا
وقت آپہنچا۔ اس قادر حکیم نے مجھ سے فرمایا کہ اس کی دختر کلاں کے لئے
سلسلہ جنبانی کر اور ان سے کہہ دے کہ تم سے تمام سلوک و مروت اسی
شرط پہ کیا جاوے گا، اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت
بُرا ہوگا۔ جس دوسرے شخص سے وہ بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی
سال اور ایسا ہی والد اس کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔

اس پورے مضمون کا ماحصل یہ ہوا کہ محمدی بیگم (جسکو مرزا چاہتا ہے وہ
مرزا احمد بیگ کی بڑی لڑکی ہے) کا نکاح مرزا سے ہونا چاہیئے ورنہ خدائی فرمان
ہے کہ جس روز احمد بیگ اپنی دختر کلاں محمدی بیگم کا نکاح کسی دوسرے کر دے گا
تو خود مرزا احمد بیگ والد محمدی بیگم اس روز سے تین سال کے اندر فوت
ہو جائے گا اور ہونے والا شوہر نکاح کے دن سے اڑھائی برس کے اندر مر جائیگا
اور اس لڑکی محمدی بیگم کا انجام بہت بُرا ہوگا۔ اس مضمون کو پڑھنے سے معلوم
ہوا کہ انکار کی صورت میں یعنی مرزا قادیانی سے اگر محمدی بیگم کا نکاح
نہ ہوا تو دو آدمی مر جائیں گے، مگر ایک ساتھ نہیں، ایک پہلے مرے گا
پھر دوسرا، پہلے محمدی بیگم کا ہونے والا شوہر مرے گا، پھر محمدی بیگم کا باپ مرزا
احمد بیگ مرے گا۔

خلاصہ پیشگوئی کا یہ ہوا کہ اگر مرزا قادیانی کا نکاح محمدی بیگم سے نہ ہوا تو دو
آدمی مر جائیں گے، پہلے اس کا شوہر پھر اس کا باپ، اس پیشگوئی کے جھوٹے
ہونے کی ایک صورت تو یہ ہوئی کہ میعاد کے اندر کوئی نہ مرے، دوسری صورت

یہ ہوئی کہ ترتیب اُلٹ جائے پہلے باپ مرے بعد میں شوہر، یا ایک میعاد کے اندر مرے دوسرا بعد میعاد، تو ان تینوں صورتوں میں پیشگوئی جھوٹی ہوئی اور اس پیشگوئی میں تیسری صورت ہوئی لہذا یہ پیشگوئی غلط ہوئی۔

ایک بات اور یاد رکھنے کی ہے کہ مرزا کا دعویٰ ہے کہ احمد بیگ میری پیشگوئی کے مطابق مرگیا۔ میں کہتا ہوں بالکل جھوٹ، ایک وجہ تو اس کے جھوٹ کی معلوم ہوگئی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ صاحب زبان پر روشن ہے کہ اگر کوئی کہے فلاں چیز ڈھائی روپیہ کے اندر ملے گی اور فلاں چیز تین روپیہ کے اندر، تو یہ ڈھائی تین کا مقابلہ بتا رہا ہے کہ دوسری چیز ڈھائی کے اندر نہیں مل سکتی۔ تین کو ملے یا پونے تین کو، یا ڈھائی سے آنہ دو آنہ زیادہ یا تین سے آنہ دو آنہ کم میں ملیگی۔ اس صورت میں الفاظ پیش گوئی کا مطلب یہ ہوا کہ والد محمدی بیگم مرزا احمد بیگ دو سال چھ ماہ بعد ساتویں یا آٹھویں یا نویں یا دسویں یا گیارہویں مہینے مرے گا مگر ہوا یہ کہ نکاح کے چھٹے مہینے مرگیا لہذا اس جزو میں بھی پیشگوئی صحیح نہ اتری۔ بہرصورت ۱۸۸۸ء سے ۱۸۹۱ء تک ہزاروں تدبیریں کی گئیں۔ مرزا جی نے تمام اعزہ و اقربا سے زور ڈلوایا مگر کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوا اور محمدی بیگم کی بات چیت سلطان محمد بیگ سے پختہ ہوگئی۔ یہاں مرزا کے وہ خطوط بھی قابلِ لحاظ ہیں جو مرزا نے پیشگوئی سے ناامید ہو کر لڑکی کے باپ اور با اثر اعزہ کے پاس لکھے۔ ہزاروں منت و سماجت کی۔ مال و دولت کی طمع دلائی، ناتہ رشتہ توڑنے کی دھمکی دی۔ اسلام کا نام لیکر غیرت دلائی، احمد بیگ کے رشتہ کی جتنی لڑکیاں اس کے رشتہ داروں کے پاس تھیں، طلاق کی دھمکی دی، اپنے بیٹے کو عاق کیا

پہلی منتی بیوی کو طلاق دے دی ۔

مرزاجی کے اس خط کے چند جملے بطور تفننِ طبع سن لیجئے جو اس نے حالتِ یاس میں انتہائی لجاجت کے ساتھ احمد بیگ کو لکھے وہ یہ ہیں ۔ اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں ۔ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہو گا اور خدا تعالےٰ ان برکتوں کا دروازہ کھولدے گا جو آپ کے خیال میں نہیں ۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہ ہو گی ۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ پیشگوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہو گا جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے ۔ ہزاروں پادری منتظر ہیں کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو ، ہزار ہا مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیشگوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں ۔ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے معاون بنیں تا کہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں ۔

خدا غریقِ رحمت کرے احمد بیگ کو اس نے اپنے ایمان کے مقابلہ مرزا کی ایک بھی نہ سنی اور کسی طرح مرتد کو اپنی لڑکی دینا گوارا نہ کیا ۔ نہ دولت کی طمع نہ موت کا خوف ، کوئی بھی اس کے ثابت قدم کو ڈگمگا نہ سکا ۔ اس خط سے قارئین کو پورا اندازہ ہو گا کہ اس پیشگوئی کو خود مرزا کیا سمجھ رہا تھا ۔ اگر خدا کی طرف سے سمجھتا تو یقین رکھتا کہ ہو کر رہے گی ۔ اس میں ہزار ذلت کی ، منت وسماجت کی کیا حاجت تھی مگر وہ تو اپنی حقیقت جانتا تھا اور اپنے افتاد پہ نادِاں تھا ، ہونے والی بات سمجھ کر پیشگوئی کر دی مگر احمد بیگ نہیں مانے اور عقد کی تاریخ مرزا کے

سر پہ آگئی تو عاشق کو صبر کہاں ؟ اور کیسی ذلت و رسوائی ؟ پھر ایک خط احمد بیگ کی بہن کو لکھا جس کی لڑکی عزت بی بی مرزا غلام احمد کذاب کے لڑکے فضل احمد کو بیاہی ہوئی تھی، سنئے۔ والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دونگا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جسطرح تم سمجھا سکتی ہو اسکو سمجھا دو، اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں مولوی نورالدین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھدیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیجدے، اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اسکو وارث نہ سمجھا جائے اور ایک پیسہ وراثت کا اسکو نہ ملے، سو امید کرتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا جائے گا جس کا مضمون یہ ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی بیگم کا نکاح غیر کے ساتھ کرنے سے باز نہ آئے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جائے، عزت بی بی کو تین طلاقیں ہیں۔

سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا نکاح کسی دوسرے سے ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی، سو یہ شرطی طلاق ہے۔ اور مجھے اللہ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فے الفور اس کو عاق کر دوں گا، اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا۔ اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کیلئے

بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش
کرنا چاہتا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی مگر آدمی پر تقدیر
غالب ہے۔ یاد رہے کہ میں نے کوئی بات کچی نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ
کی کہ میں ایسا ہی کرونگا اور خدائے تعالےٰ میرے ساتھ ہے جس دن نکاح ہوگا
اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہ رہے گا۔ راقم مرزا غلام احمد از لودھیانہ
اقبال گنج ۲ رمئی ۱۸۹۱ء۔

شاباش! کیا شانِ نبوت ہے؟ کیا کیا ہتھکنڈے ہیں، سب جتن کرڈالے مگر افسوس
جو ناکامی بیچارے کی تقدیر میں لکھی تھی غالب رہی نہ فضل احمد نے اپنی بیوی کو طلاق
دی اور نہ محمدی بیگم کا نکاح غیر سے رکا مگر مصیبت آئی اس بڑھیا جنتی مرزا قادیانی
کی پہلی بیوی فضل احمد کی ماں پر کیونکہ اس نے اپنے لڑکے کا ساتھ دیا
کیونکہ سوت کی بندھنک تصویر نے اس کو ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فضل احمد
عاق کیا گیا اور رو کہ میں اس کی ماں جنت سے نکالی گئی۔ اس کو بھی تین طلاقیں دے کر
علیحدہ کر دیا۔ اس خبیث کذاب مرزا نے ذرا سا خدا کا بھی خیال نہ کیا ابھی تو لوگوں کو
سنا چکا تھا کہ میرے اوپر یہ وحی آئی ہے یآدم اسکن انت و زوجک الجنۃ
اے مرزا تو اور تیری بیوی فضل کی ماں جنتی ہے کچھ دیر بھی نہ لگی کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر
جنت سے باہر کر دیا۔ اس کو مرزا کی نافرمانی کیوجہ سے ہی طلاق دی گئی اور نبی کا فرمان کبھی
جنتی نہیں ہو سکتا اور مرزا نے دعویٰ کیا کہ وحی میں اس کو جنتی بتایا گیا ہے لہذا مرزا
کا دعوی نبوت باطل اور اس کا کذاب ہونا ثابت، مرزا کی دنیا ماتم کدہ بنی ہوئی ہے
مدت کی غمخوار بیوی گئی، ہونہار بیٹا ہاتھ سے گیا جس امید پر زندگی کے دن پورے

کر رہے تھے و نا کہ نہ ملی۔

اب تو مرزا جان پر بن آئی برداشت نہ کر سکا اور کیسے برداشت کرتا عشق کی چوٹ جو ٹھہری، ادھر ان کے خلاف منصوبہ، شادی کی تیاری ہونے لگی، ادھر عاشق ناکام نے چارپائی سنبھالی خود مرزا جی اپنا حال کہتے ہیں: ازالہ اوہام ص۸۵: اب اس جگہ مطلب یہ ہے کہ جب یہ پیشگوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء ہے پوری نہیں ہوئی تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی یہاں تک کہ غریب بہ موت کی نوبت پہنچ گئی بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت گویا یہ پیشگوئی آنکھوں کے سامنے آگئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے تب میں نے اس پیشگوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہ سکا تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا الحق من ربك فلا تكونن من الممترين یہ بات میرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے

ہائے عشق تیرا سہارا، جاں کندنی کا وقت ہے وصیت ہو چکی موت سر پہ کھڑی کھائی پڑ رہی ہے مگر آہ رٹ ہے تو اسی کی، خیال ہے تو اسی کا، مگر واہ رے استاد خوب مرتے وقت آگیا اور کان میں کہہ گیا گھبراتا کیوں ہے، ہوگا وہی جو پہلے بنا چکا، تو سخت جان ابھی مرتا ہے؟ آخر دنیا کی ذلتیں کون جھیلے گا؟ اتنا سننا تھا کہ مرزا نے سنبھالا لیا مگر افسوس ۱۸۹۲ء مرزا کے لئے انتہائی منحوس ثابت ہوا احمدی بیگم کا عقد سلطان محمد بیگ سے ہو گیا۔

مرزا کے دل پر کیا گزری وہی جانے مگر یہ کیا تھوڑی مصیبت بالائے مصیبت تھی

مخالفین کے جلسے اور جشن تو علیحدہ ہی رہے، معتقدین نے ناطقہ بند کر دیا، حضور کیسی پیشگوئی تھی! کیسا خدا کا وعدہ تھا؟ وعدہ کیا آپ سے اور دلا دیا سلطان محمد کو، یہ کیسا نشان آسمانی تھا! ان مریدوں کو مزار پر کچھ بھی ترس نہ آیا باوجودیکہ اس کا اترا ہوا چہرہ ان کے سامنے تھا مگر اب تو دوہری فکر تھی ایک گئی تو گئی یہ دوسری جماعت تو نہ جائے ورنہ سارا گھروندہ ٹوٹ جائے گا۔ تھا بڑا سیانا جھٹ ایک الہام گھڑا اور بگڑے ہوئے مریدین کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ ازالہ اوہام ص۸۳۔ خدائے تعالیٰ ہر طرح سے اسکو تمہاری طرف لائے گا باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا کوئی نہیں جو اسکو روک سکے۔ یہ الہام بڑا زوردار نکلا کیونکہ اس کی امید تا زیست رہ سکتی ہے۔ بیوہ کے ساتھ نکاح کی کیا میعاد ہو سکتی ہے مگر بتا دیا یقینی در یقینی کہ آج نہ سہی بیوہ ہو کر ضرور آئیگی، خدائے تعالے اس کو ہر طرح ہمکو دلائے گا، ہر رکاوٹ کو دور کرے گا، اس کام کو ضرور پورا کریگا کوئی اس کو روک نہیں سکتا، تاکید در تاکید سے مریدین کے آنسو پچھ گئے کیونکہ ابھی تو اس کے بیوہ ہونے کی میعاد باقی تھی یعنی ڈھائی برس یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ بھی نہیں کہ خدا فرمائے اور وہ بھی چار تاکید کے ساتھ، یقین ہو ہی گیا۔

مگر جب ڈھائی سال گزر گئے، تین سال گزر گئے اور سلطان محمد بیگ بدستور زمین پہ چلتا پھرتا دکھائی پڑتا ہے محمدی بیگم راحت کی زندگی گزار رہی ہے۔ یہ جانکاہ مصیبت، نہ پوچھئے مرزائیوں کا کیا حال تھا اور خود مرزا کے الہام کی کیا درگت ہو رہی تھی مگر پھر بھی یہ سب ہیچ ہیں اور اس محشر زا تصور کے سامنے جو مرزا جی کی آنکھوں میں ناچ رہا تھا کہ ثیبہ کی خبر پا کر جان میں جان آگئی تھی، اب وہ بھی گئی، میعاد بیوگی ختم ہو گئی

ادھر مریدین کا گھر سے نکلنا دو بھر ہو گیا، جدھر نکلے پیش گوئی یاد دلائی گئی، کوئی دجال قادیانی کا نعرہ لگاتا کوئی کذاب کہتا پھر مرید مرزا جی کی جان میں لگ گئے بہت سے تائب ہو کر اپنے پرانے اسلام پر قائم ہو گئے۔ یہ اجڑتا ہوا بازار دیکھ کر پھر مرزا نے کروٹ لی اور بولا اس پیشگوئی کا ایک جز یعنی مرزا احمد بیگ کا مرنا، وہ تو پورا ہو گیا۔ رہا دوسرا جز یعنی اس کے داماد کا مرنا اور بیوہ کا اس کے پاس آنا تو اس کے متعلق ضمیمہ انجام آتھم صہ۵۴ پڑھو یاد رکھو کہ اس پیشگوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں، یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔ وہی رب ذو الجلال جس کے ارادے کو کوئی روک نہیں سکتا اس کی سنتوں اور طریقوں کا تم میں علم نہیں رہا اس لئے تمہیں یہ ابتلا پیش آیا۔ براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اس وقت میرے پر کھولا گیا ہے اور وہ یہ الہام ہے جو براہین کے صہ۴۹۶ میں مذکور ہے یا آدم اسکن انت و زوجك الجنۃ یا مریم اسکن انت و زوجك الجنۃ یا احمد اسکن انت و زوجك الجنۃ اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا ہے اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے ہیں پہلا نام آدم یہ وہ ابتدائی نام ہے جبکہ خدائے تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا اس وقت پہلی زوج کا ذکر فرمایا پھر دوسری زوجہ کے وقت میں میرا نام مریم رکھا کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دی گئی جس کو مسیح سے مشابہت ملی اور نیز اس وقت مریم کی طرح کئی ابتلاء پیش آئے جیسا کہ مریم کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت یہودیوں کی بدظنیوں کا ابتلاء

پیش آیا تھا اور تیسری زوجہ جس کی انتظار ہے اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا اور یہ لفظِ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیش گوئی ہے جس کا سر اس وقت خدائے تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے وہ اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے۔ یہ الہام تو کماً و کیفاً تمام سابق الہاموں سے بڑھا ہوا دکھائی پڑتا ہے، گرگٹ کو مات کر دیا، کیوں نہیں، انسان تو ہیں پوری قوت سے یقین دلایا کہ احمد بیگ مرحوم کا داماد سلطان محمد بیگ ضرور ضرور میعاد کے اندر مرجائے گا مگر ایک پیش گوئی اس میں بہت اعلیٰ درجہ کی ہے وہ یہ کہ اگر یہ پیشگوئی صحیح نہ ہوئی تو مرزا قادیانی غلام احمد ہر ایک بد سے بدتر ٹھہرے گا۔

اسے اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے مگر یہ امید عبث، مرزا نے ہزار اسکو الہام کہا مگر اس کے مریدین نے اس کو بھی نہ مانا۔ اور ان کا عذر بھی معقول ہے کہ مرزا کی کونسی بات صحیح ہوئی جو اس کو صحیح مان لیں، اگر ۵ فیصدی بھی صحیح اترتی تو اس کا اسی پانچ میں شمار کر لیتے مگر وہ تو سر سے ناخنِ پا تک سراپا کذب ہی کذب تھا۔ ایک بات اس کی مان لی کہ اس کی نبوت کا اقرار کر لیا۔ اس کا بھگتان تو کسی جہنم میں ختم ہوتا دکھائی نہیں پڑتا اور باتوں کی طرف کون نظر اٹھائے، خیر ان کے مریدین مانیں یا نہ مانیں مگر مرزا نے اپنی زندگی میں ایک صحیح بات کہی ہے کہ میری پیشگوئی پوری نہ ہو تو شیطان سے بدتر ہے اس پیشگوئی کی تاکید کو گن لیجئے اور اندازہ لگائیے کہ کتنی پکی پیشگوئی ہے خدا کی وحی بتاتے ہیں اور اتنی تاکید کے ساتھ، پھر بھی پوری نہ ہو تو از روئے دلیل اس کا بھی یقین کر لیجئے کہ تیس دجالوں میں سے ایک یہ بھی ہے جس کی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے، ہاں وہ تاکیدی تبلے گئے۔ یہ پیشگوئی انسان کا افترا نہیں، خبیث مفتری کا کاروبار نہیں، خدا کا سچا وعدہ ہے، کسی صورت سے ٹل نہیں سکتا، ذوالجلال کا ارادہ ہے، تین بیویوں کے لئے وحی آئی ہے۔ یہ خدا کا بھید ہے جو اس پر ظاہر ہوا۔ اس تاکیدی الہام میں دو باتوں کا انتظار ہے جسے بہت اچھی طرح محفوظ رکھنا چاہیے۔ ایک تو سلطان محمد بیگ کے مرنے کا، دوسرے محمدی بیگم کے بیوہ ہو کر غلام احمد قادیانی کی تیسری بیوی ہونے کا۔

اور اس وحی میں یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مرزا کا نام ابتدائی بچپنے میں آدم تھا اور جوانی میں مریم اور آخری دور بڑھاپے میں احمد ہے۔ اسی کے ساتھ وہ پیشگوئی بھی پڑھ لیجئے جو انجام کے ص۳۱ پر ہے، میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے، اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں یہ پیشگوئی پوری نہ ہو گی اور میری موت آجائے گی۔ لیجئے یہ تو کہنے کو تھا کہ مرزا جی دو مردوں ہی کے مرنے کی پیشگوئی کرتے ہیں۔ اب تو بے چارے اپنی جان سے تنگ آکر یہ کہہ بھاگے کہ مرزا کو اس وقت کذاب دجال کہنا جب اس پیشگوئی سے پہلے مر جاتے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پیشگوئی پوری ہونے سے پہلے دجّال قادیانی مر گیا۔ کیا احمدی جماعت کو مرزا کے کذاب ہونے میں اب بھی شبہ ہے۔ نہ معلوم ان لوگوں نے مرزا کو کیا مانا اور کیسا مانا، نبی ماننا جیسا کہ ان کی کتابوں سے سمجھا جاتا ہے سمجھ میں نہیں آتا، کیونکہ نبی ماننے کے معنی تو یہ ہیں کہ اس کے ہر حکم کو سر آنکھوں پہ لیا جائے اس کے حکموں کی تعمیل کی جائے۔ مگر کتنا غضب ہے کہ وہ بے چارہ کہے کہ بجائے غلام احمد کے کذاب کہو اور یہ لوگ اس کی مخالفت میں نبی

کی رٹ لگاتے جاتے ہیں۔ خیر اس دوسری پیشگوئی سے آٹھویں تاکید شمار میں رہے کہ موت سلطان محمد بیگ تقدیر مبرم ہے جس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل ممکن نہیں اگر بدل جائے تو مرزا کذاب ہے، مفتری ہے، خبیث ہے۔

ان تمام تاکیدوں کو ذہن میں رکھیئے اور سوچئے کہ کیا اب پیشگوئی ٹل سکتی ہے جس میں بار بار کہا جائے کہ یہ خدا کا وعدہ ہے ٹل نہیں سکتا۔ خدا نے کہا یہ میرا وعدہ ہے جو ٹل نہیں سکتا۔ وحی کے الفاظ یہ ہیں لا یرد وقت العذاب عن القوم المجرمین ان پر سے عذاب کا وقت ہرگز نہیں ٹالا جا سکتا۔ اب جبکہ میعاد ختم ہوگئی اور سلطان محمد بیگ مع محمدی بیگم عیش و راحت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کیا ہوا ہوگا! کتنوں کو ایمان نصیب ہوا؟ مرزا پر نفرین کرتے لعنت بھیجتے ہوئے اس کے حلقۂ تزویر سے باہر آ نے اور شاہراہِ اسلام پر گئے۔ در قریب تھا کہ اس کے بازارِ کید کی پوری رونق ختم ہو جاتے۔ تب اس نے وہی پرانے حربے پھر استعمال کئے اور بات بنائی کہ کیا کروں، اس کا داماد خسر کی موت سے بہت گھبرا گیا، ڈر گیا۔ اس لئے خدا نے کچھ دنوں کے لئے اس کی موت کو ٹال دیا۔ دیکھو انجام آتھم ص۲۹۔ رہا اس کا داماد سو وہ اپنے رفیق اور خسر کی موت کے حادثہ سے اس قدر خوف سے بھر گیا تھا کہ گویا قبل از موت مر گیا اور اس بات کو کون نہیں سمجھ سکتا کہ جب ایک ہی پیشگوئی دو شخص کی موت کی خبر دیوے اور ایک ان میں سے مر جائے تو دوسرے پر اس موت کا طبعاً و فطرتاً اثر پڑ جاتا ہے۔ سو اس جگہ ایسا ہی ہوا لہٰذا سنت اللہ کے مطابق جس کا ذکر ہم بار بار لکھ چکے ہیں۔ اس وعید کی میعاد میں تخلف ہوگیا اور

ضمیمہ ص۱۳ پر لکھا اس کے داماد کی موت وہ الہامی شرط کی وجہ سے دوسرے وقت پر جا پڑا۔ دیکھا آپ نے کہاں تو وہ زور شور کہ ربانی وحی ہے۔ سلطان محمد بیگ کی موت تقدیر مبرم ہے جو کسی صورت سے ٹل نہیں سکتی، خدا کا وعدہ ہے پورا ہو کر رہیگا وہ آسمانی منکوحہ ہے مرزا وحی سنا چکا تھا "زوّجنا کہا" کہ خدائے تعالےٰ مرزا کا نکاح محمدی بیگم سے کر چکا۔ ان تمام باتوں کے بعد جب وقت ختم ہو گیا تو خبیث اس حتمی وعدہ کو شرطی بنا رہا ہے کہ اس کا داماد خوفزدہ ہو گیا اس لئے اس کو موت نہیں آئی اور پھر یہ الزام خدا پر تھوپتا ہے کہ سنت اللہ اسی طرح پر قائم ہے معاذ اللہ!

او خبیثو! سنت اللہ تو یہ ہے جو قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ۔ خدائے تعالےٰ اپنے رسولوں سے وعدہ کر کے کبھی خلاف نہیں کرتا جو وعدہ کرتا ہے وہی ہوتا ہے۔ اس خبیث کذّاب نے وعدہ خلافی کو سنۃ اللہ بنا دیا جسے ایک معمولی انسان بھی اپنے لئے عیب سمجھتا ہے سبحٰن اللہ عما یصفون یہاں مرزا ایک خاص الہام اسی صفحہ پر لکھتا ہے ایتھا المراۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبك یعنی اے عورت (عورت سے مراد احمد بیگ ہوشیار پوری کی بیوی کی والدہ ہے) توبہ توبہ تیری دختر اور دختر دختر پر بلا نازل ہونے والی ہے سو ایک بلا تو نازل ہو گئی کہ احمد بیگ فوت ہو گیا اور بنت البنت کی بلا باقی ہے جس کو خدائے تعالیٰ نہیں چھوڑے گا جب تک پورا نہ کرے۔ ص۵۴ الہام توبی توبی فان البلاء علی عقبك ۱۸۸۶ء میں ہوا تھا۔ اب اس کذاب کی کذب بیانی ملاحظہ ہو نکاح کا خیال ۸۸ء میں پیدا ہوا، محمدی بیگم کی شادی ۹۲ء میں ہوئی اور ان مظلومین پر

قہرالٰہی کا وعدہ ۱۸۸۶ء میں اس وقت آیا جب اس کا کوئی تذکرہ بھی نہ تھا اور وہ بھی صیغۂ خطاب کے ساتھ اس عربی پیشگوئی کا صحیح ترجمہ یہ ہے: اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ بلا تیری بیٹی پر ہے یا تیرے پیچھے ہے۔ مرزا اس عورت سے مرزا احمد بیگ کی بیوی کی ماں مراد لیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کی لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر بلا نازل ہونے والی ہے پھر لکھتا ہے، سو ایک بلا نازل ہو گئی کہ احمد بیگ مرگیا دو بلاؤں کے متعلق بتایا اور دونوں کا مورد بھی بتایا، ایک والدہ زوجہ احمد بیگ کی لڑکی اور دوسرے والدہ زوجہ احمد بیگ کی لڑکی کی لڑکی، پھر لکھتا ہے کہ ایک بلا نازل ہو گئی یعنی لڑکی مرگئی اور لڑکی کی لڑکی پر اب آنے والی ہے اور مرنے والے کا نام بتایا احمد بیگ، جو نہ لڑکی ہے نہ اس کا لڑکا۔ یہ ہے مرزا کا جنون جس کے متعلق سوال کرتا ہے کہ لوگ مجھے مجنون کیوں کہتے ہیں، بجائے اس کے اگر مرزا یہ تاویل کرتا تو ہر پیش گوئی صادق آتی اور اچھی خاصی نبوت جگمگا اٹھتی اور کہیں سے کوئی پیش گوئی اکھڑنے نہ پاتی چاہے وہ اپنی پیش گوئی میں بجائے اتنے ابہام کے تاریخ اور دن اور ساعت کی بھی قید لگا دیتے جب بھی ڈگری اسی مرزا کی ہوتی اور قاعدہ کے لحاظ سے غلط بھی نہیں ہے۔ یعنی دیوانہ کار تحریف قرآن کی تاویل نام رکھ کر کی ہے اس سے یہ کہیں، قریب الفہم ہے، سنو! تاویل یہ ہے کہ پیشگوئی۔ مرزا احمد بیگ، تین سال کے اندر مرے گا اس سے اہلِ محلہ احمد بیگ یا اہلِ شہر احمد بیگ مراد ہیں کیا ایک آدمی بھی تین سال کے اندر اس محلہ میں نہ مرا ہوگا۔ بس پیش گوئی پوری ہو گئی، مگر یہ بے چارے کو نہ سوجی اور وہ سوجھی جس سے دنیا بھر میں ذلت خواری ہوئی۔ ہر عقلِ سلیم رکھنے والا انسان سمجھ سکتا ہے کہ اس پیشگوئی

کا مورد دہ عورت نہیں اور نہ قاعدہ کے لحاظ سے تخاطب صحیح ہو سکتا ہے اس جملہ کے مخاطب کا بوقت الہام ہونا ضروری ہے لہذا اب اس کی اصل مجھ سے سنئے اس میں تو شک نہیں کہ یہ الہام مرزا پر ہوا مگر مرزا اس کے معنی نہ سمجھ سکا چنانچہ اس کا اعتراف ازالہ ادہام میں مرزا نے خود کیا ہے اور ماسبق کی عبارتوں سے آپ نے بھی جانا تو اس الہام کے معنی بھی اگر اس کی سمجھ میں نہیں آتے تو کیا جائے تعجب ہے یا سمجھا مگر اظہار مناسب نہ جانا ہو اس کی واقعی صورت یہ ہے کہ مرزا پر تین دور گزرے، ایک بچپنا کا جس میں اس کا نام آدم تھا، دوسرا زمانہ شباب کا، جس میں اس کا نام مریم تھا تیسرا آخری دور جس میں اسکا نام احمد تھا۔

پھر سید احمد علی گدڑھی سے دبکر غلام احمد ہوا، یہ نہیں بتا سکتا کہ غلام کے یہاں پر لغوی معنی ہیں یا اصطلاحی، اگر انھوں نے کہیں بیان کئے ہوں تو میری نگاہ سے نہیں گزرا، اس پچھلے دور کا تخاطب وہ ہے جو الہامی کتاب براہین میں درج ہے یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ اس کی پوری وضاحت مرزا کے ان اشعار سے معلوم کیجئے،

آں خدائے قادر و رب العباد	در براہیں نام من مریم نہاد
مدتے بودم برنگ مریمی	دست نا دیدہ نہ پیراں نامی
ہمچو بکرے یافتم نشو و نما	از رفیق و راہ حق نا آشنا
بعد ازاں آں قادر و ربِ مجید	روحِ عیسیٰ اندراں مریم دمید
پس زنفخش رنگ دیگر شد عیاں	زاد آں مریم مسیحِ ایں زماں
ایں ہمہ گفت است رب العالمیں	گر نمی دانی براہیں را ببیں

ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ خدائے قادر نے کتاب براہین احمدیہ میں مرزا غلام احمد کا نام مریم رکھا

اور ایک زمانہ تک وہ مریمی رنگ میں رہا، کسی نے کوئی دست درازی نہیں کی، بلکہ باکرہ لڑکیوں کی طرح بڑھوتری ہوتی رہی۔ اس وقت کوئی آشنا تھا نہ حق کا راستہ معلوم تھا۔

اس کے بعد خدا نے اسی مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی اس پھونک سے دوسرا رنگ پیدا ہو گیا (حاملہ ہو گیا) تو اس مریم (غلام احمد) نے اس زمانے کے مسیحِ موعود (غلام احمد) کو جنم دیا۔ اگر اس میں سننے والوں کو کچھ شک یا تعجب معلوم ہو تو براہین احمدیہ دیکھیں جس میں یہ سب باتیں خدا کی کہی ہوئی ہیں، مرزا نے اپنی طرف سے نہیں کہا۔ اب تو سامعین کو یقین کرنا چاہیے کہ ایک دور میں مریم تھے۔ اور صرف یہی نہیں کہ تانیث معنوی تھی بلکہ حقیقی، وہ بھی باردار رنگ بھی دیگر ہو گیا تھا۔ زچگی کے دن بھی خیریت سے گزرے۔ بہر صورت کوئی پہلو ثبوت نسائیت میں اشتباہ ہی نہیں۔ اسی دور میں جب انہوں نے وحی ربانی کا دعویٰ کیا اور حمل کو نفخ سے ثابت کیا تو یہ الہام ہوا

یا ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک اے عورت توبہ کر توبہ کیونکہ بلا تیرے پیچھے ہے اگر توبہ نہ کرے گی تو ذلیل ہو گی، رسوا ہو گی، اور یہی ہوا بھی کیونکہ اس نے توبہ تو کی نہیں بلکہ مریم سے ابن مریم بنا، مسیح موعود بنا، نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا، تب اس پہ بلا نازل ہوئی، بیوی چھوٹی، بڑھاپے کا سہارا بیٹا چھوٹا، ایک پہ تو لگا لیا وہاں سے بھی راندہ درگاہ ہوا۔ مناظرہ میں شکست کھائی، پیشگوئی میں جھوٹا ہوا دیکھا آپ نے الہام کہاں کا تھا لگایا اس نے کہاں بھلا جوڑ کھانا تو کیونکہ جب سرکشی اس کی بڑھتی چلی گئی تو پھر الہام ہوا جو براہین احمدیہ میں لکھا ہوا ہے ازیب من میں بیب اے مرزا اگر تو خاتم النبیین میں شک کرتا رہا تو میں تجھے پگھلا دوں گا، اب کسی طبیب سے معلوم کرو کہ پگھلانے والے کون کون مرض ہیں اور ان میں سے

کوئی مرض مرزا کذاب کو لاحق تھا کہ نہیں؟ اگر لاحق تھا تو پیش گوئی پوری ہو گئی اور
اگر ایسا کوئی مرض لاحق نہ ہوا ہو تو پھر ڈھونڈو کہ وہ کون تھا، آدمی کو دھیرے
دھیرے پگھلانے والے یہ دو مرض ہیں۔ ایک تپ دق کہ پگھلتے پگھلتے ہڈی چمڑا رہ جاتا
ہے دوسرا ذیابیطس، اس میں بھی انسان روز بروز دبلا اور ضعیف اور پگھلتا جاتا
ہے۔ اب قادیانی دلیل سنئے۔ عسل مصفٰی ص۸۵ ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت
اقدس کو الہام ہوا کہ تیرے نکاح میں ایک باکرہ اور ایک بیوہ آئے گی اور
باکرہ شریف خاندان سادات سے ہوگی یہ بات اپنے دوستوں اور واقفوں
سے ظاہر بھی کر دی تھی مگر چونکہ تپ دق کی بیماری اور گوشہ گزینی کی وجہ سے اس
قدر کمزور تھی کہ نکاح کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ اس عبارت میں
تو بہت سی دلچسپ باتیں ہیں، یہ ضعف کا عالم کہ دیکھنے والے شادی کی ضرورت
قطعی نہ سمجھیں مگر آپ ہیں کہ حرص میں دیوانے بنے ہوئے نت نئے الہام شادی
کے تراش رہے ہیں۔ کبھی باکرہ کر کے دل کو خوش کر لیا، کبھی اپنی کمزوری کا کچھ
احساس کر کے ثیبہ کا الہام بنا لیا۔ مجھے تو یہاں پر صرف اتنا ثابت کرنا تھا کہ قہر
خداوندی تپ دق اور ذیابیطس کی شکل میں مرزا پر آنے والا تھا آیا کہ نہیں؟
تو بحمداللہ تعالیٰ مرزا کے خاص صحابی ان کے مخصوصین میں سے صاحب
عسل مصفٰی نے شہادت دی کہ مرزا تپ دق میں مبتلا تھا۔ اب رہ گیا ذیابیطس کا معاملہ
تو جب ایک بلا واقعی آ گئی تو دوسری بھی ہو گئی مگر تخمیناً نہیں، اس کا بھی حوالہ
سن لیجئے وہی گواہ پھر آ دھمکے۔ عسل مصفٰی ص۲۰۷ حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح دو
زرد رنگ کی چادر پہنے ہوئے نازل ہوں گے۔ یہ بات بھی اس امام میں صادق ہے

چونکہ یہ کشفی کلام ہے زرد چادروں کے معنی لغات کشفی میں لکھا ہے دو بیماریاں ہونگی، سو یہ دونوں بیماریاں دائی ہے کر مسیح موعود نازل ہوئے اسمیں ایک تو ذیابطیس کی بیماری ہے جو بدن کے نیچے حصہ کی چادر ہے الخ۔ اس حدیث کے بیان کرنے میں جو اس دجال کے شاگرد نے خباثت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حدیث بیان فرمائیں اور یہ اپنا مطلب بنانے کے لئے خواب خیال بتائے اور لغات کشفی کا حوالہ دے کیا کوئی قادیانی ہے جو لغات کشفی یا کسی لغت میں زرد چادر کے معنی بیمار کے دکھلائے، اگر غیرت ہو، مجھے تو یہاں صرف اتنا بتانا ہے کہ مرزا دجال قہر الٰہی پگھلانے والے مرض ذیابطیس میں مبتلا تھا یہ عسل مصفےٰ سے ثابت ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ شروع ہی سے ہے جیسا الہام کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ مریمیت میں جب اس نے توبہ نہ کی اور دعویٰ نبوت کیا اس وقت سے عذاب الٰہی میں مبتلا ہو گیا۔

چنانچہ خود مرزا نے حقیقۃ الوحی میں دوران اور ذیابطیس کی ابتدا دعویٰ نبوت سے تسلیم کی ہے جو بطور نشانی آسمانی ہے اور مرنے دم تک اس سے نجات نہیں ملی اور نجات ملتی بھی کیسے، وہ تو توبہ پر موقوف تھی اور توبہ ہوئی نہیں اسی میں پگھلتا رہا اور پگھلتے پگھلتے ایک دن چل بسا جہاں اس کا ٹھکانا تھا۔

دیکھا آپ نے خود اس کے الہام میں لکھا ہوا تھا کہ اگر تو شک نہ چھوڑیگا اور یقینی طور پر خاتم النبیین مان کر اپنی نبوت و رسالت والہام و وحی کے دعوے سے توبہ نہ کرے گا تو پگھلا دیا جائے گا۔ یہ پیشگوئی بالکل ہُوبہُو صادق آئی اور اس کے صحابیوں نے اس کے پگھلنے کی شہادت دی جو معنی پیش گوئی کے

میں نے بتائے اس کے بعد میری نگاہ مرزا کی اس تحریر پر پڑی جس میں اس نے اس الہام کے معنی لکھے ہیں گو دوسرے کے لئے مگر بات وہی ہے جو میں نے لکھی، (دافع البلاء صفحہ ۱۶ پر لکھتا ہے انی اذیب من یریب فنا کردونگا غارت کردونگا میں غضب نازل کردونگا اگر اس نے شک کیا اور اس پر ایمان نہ لایا اور رسالت اور مامور ہونیکے دعویٰ سے توبہ نہ کی آخر یہی ہوا اور یہ خبیث گھل گھل کر مر گیا۔ فی الحال یہ دو الہامی وحی اس کی شیطنت اور مقہور الٰہی ہونے پر روشن دلیل ہیں اور قادیانیوں کے لئے یہی کافی ہے کہ ان کے نبی کا الہام ہے جس کا ماننا ان کے لئے ضروری ہے۔ یہ تو کھل گیا کہ توبی توبی سے مراد احمد بیگ کی بیوی کی والدہ نہیں بلکہ خود قادیانی دجال ہے اب سلطان محمد بیگ کے بچنے کی وجہ بتائیں کہ جب پیشگوئی اس کی موت کی اتنی قطعی تھی جو ٹل نہیں سکتی تھی جس پر مرزا نے دعوے کیا کہ اگر یہ پیشگوئی پوری نہ اترے) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ہوں، یہ خدا کا سچا وعدہ ہے، اس کی باتیں ٹل نہیں سکتیں تو کیسے ٹل گئی اور برسوں گذر گئے اپنے منہ سے شیطان سے بدتر ہوا کہ نہیں؟ خدا کو جھوٹا بنایا کہ نہیں؟ اس کے وعدہ کو ٹلتا ہوا دکھایا کہ نہیں؟ اپنے منہ سے اپنی حقیقت ظاہر کر گیا کہ مفتری ہے، خبیث ہے، شیطان سے بدتر ہے، قادیانیوں کو چاہئے کہ اپنے نبی کے بتائے ہوئے لقب سے اس کو یاد کریں یا اس کی کتابوں سے جو کچھ میں نے لکھا ہے اس کو غلط ثابت کریں۔

مگر میں تم کو بتائے دیتا ہوں کہ محمدی بیگم کا بیوہ ہونا خدا نے لکھا ہی نہ تھا وہ اپنے شوہر کی موجودگی میں مرزا پر لعنت بھیجتی ہوئی رخصت ہو گئی اور سلطان محمد اس پیشگوئی کا منتظر رہا جو مرزا نے کی تھی، اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری

نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔ بحمداللہ ایسا ہی ہوا اور سلطان محمد بیگ نے اپنی آنکھوں سے مرزا کذاب کا جنازہ نکلتے دیکھ لیا اور دنیا نے اس کے مکر و زور اور روز روز کے جھوٹے الہام سے نجات پائی قصہ ختم ہو گیا، سب کو توبہ کر لینی چاہیے تھی۔ مکرب بائی تیرا بیا۔ کیسے کیسے منصوبے گانٹھے گئے! کیسی کیسی چالیں چلی گئیں۔ الامان! کذاب تو ثابت ہو گیا کہ مرزا کا وہ تسلی والا الہام معتقدین کے لئے بھی کارآمد ثابت ہوا کہ سلطان محمد مرزا احمد بیگ کی والدہ کی توبہ سے بچ گیا، اگر یہ ہوتا بھی اور والدہ احمد بیگ توبہ کر لیتی تو اس کا اثر سلطان محمد بیگ پر کیسے پڑتا جب کہ وہ آخری سانس تک مرزا کو کذاب کہتا رہا اور مرزا بھی آخر لمحہ تک اس کو کوستا رہا۔ کیا کوئی مرزائی یہ کہہ سکتا ہے کہ سلطان محمد بیگ نے کسی وقت ایک لمحہ کے لئے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کو تسلیم کر لیا تھا ہرگز نہیں۔ جب یہ پیشگوئی مرزا کذاب پر ہر طرح سے قہر الٰہی ثابت ہوئی اور کوئی بات بنائے نہ بنی، ہر جگہ جھوٹا کذاب مشہور ہو گیا تو اس دجال نے اعلان کیا کہ اس پیشگوئی کے پورے نہ ہونے میں میرا کوئی قصور نہیں "خدا جھوٹ بولا" اس پردے دے ہوئی تو ایک قصہ تراشا کہ حضرت یونس علیہ السلام سے خدا نے قطعی وعدہ کیا کہ تمہاری قوم پر چالیس دن کے اندر عذاب نازل ہو گا چنانچہ حضرت یونس نے اپنی قوم کو نزول عذاب کا دن بتایا مگر عذاب نہ آیا تو حضرت یونس علیہ السلام وہاں سے خفا ہو کر یہ کہتے ہوئے چل دیئے کہ خداوندا تو مجھے ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ مجھ سے قطعی وعدہ بلا شرط کر کے پھر مجھ کو ذلیل کیا اب کیا منہ لیکر قوم کے پاس جاؤں، عسل مصفٰے صلاہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس کو وحی کی کہ نینوا

کو جا کر انذار کر تم پر چالیس روز میں عذاب نازل ہوگا مگر چالیس روز گزر گئے اور کوئی عذاب نازل نہ ہوا اور نہ اس بارہ میں ان کو کوئی وحی ہوئی گویا مرزائی نے خدا کے جھوٹ بولنے کی یہ مثال بنا کر دلیل قائم کر دی اور ایک آیت قرآن مجید کی لکھ دی فلولا کانت قریۃ آمنت فنفعھا ایمانھا الا قوم یونس لما آمنوا کشفنا عنھم عذاب الخزی فی الحیوٰۃ الدنیا ومتعناھم الیٰ حین کیوں کوئی بستی ایمان نہ لے آئی تاکہ ایمان کا لے آنا اس کو فائدہ مند پڑتا مگر یونس کی قوم ہی ایک ایسی قوم تھی کہ جب وہ ایمان لائی تو ہم نے ذلت اور رسوائی کا عذاب ان سے ٹال دیا اور ایک مدت تک ان کو دنیا میں رہنے دیا۔ پھر آگے لکھتا ہے کہ یہ لوگ (قوم یونس) عذاب سے ڈر کر سرکشی سے باز آتے اور ایسے ثابت قدم ہوتے جس کی نظیر تلاش کرنی چاہیں تو نہیں ملتی۔ غرض ان کی اس طرح کی توبہ سے عذاب ٹل گیا ادھر حضرت یونس ناراض ہو گئے کہ میری بات جھوٹی ہو گئی۔ اب یوں لوگوں میں رہنا حرام ہے بلکہ بے بس ہو کر پکار اٹھے کہ میرا مرنا جینے سے بہتر ہے۔ اپنی جھوٹی پیشگوئی الہام الٰہی ثابت کرنے کے لئے خدا کو بھی جھوٹا بنایا اور حضرت یونس علیہ السلام کی بھی شدید توہین کی اور مرزا نے ۲۲۵ پر لکھا ان قوم یونس عصموا من العذاب معانہ لم یکن شرط التوبۃ فی نبا اللہ رب الارباب، قوم یونس سے عذاب ٹل گیا حالانکہ پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی بلکہ قطعی اور مبرم تھی۔ جتنی عبارتیں میں نے قادیانی کی ابھی نقل کیں، وہ سب اس کی طبع زاد اور خانہ ساز ہیں، نہ حدیث میں پتہ نہ قرآن مجید میں۔ یہ تو آپ کو یاد ہوگا کہ یہ دلیل گھڑی کیوں گئی، اس لئے تاکہ ثابت ہو جائے کہ سلطان محمد بیگ موت سے ڈر گیا

اس لئے عذاب ٹل گیا، اسپر موت نہ آئی جیسے قوم یونس ڈرگئی تو اس پر عذاب نہ آیا، اس سے نہ صرف حضرت یونس علیہ السلام کی نبوت گئی اور نہ مرزا کی، مگر حقیقت یہ ہے کہ مرزا کی پیشگوئی کو اس سے کوئی تعلق نہیں مرزا کی پیشگوئی یہ ہے کہ محمدی بیگم کا جس سے نکاح ہوگا وہ ڈھائی برس کے اندر مر جائے گا اور اس کا مرنا قطعی ہے تقدیر مبرم ہے خدا کا وعدہ ہے کسی صورت سے ٹل نہیں سکتا (اگر تمام جملے نظر انداز کر دیئے جائیں اور پیشگوئی کا ایک الہامی جملہ صرف پیش نظر ہو کہ کسی صورت سے ٹل نہیں سکتا، تو سوال یہ ہے کہ خوف کی وجہ سے یا توبہ کی وجہ سے یا تم کو نبی ماننے کی وجہ سے بہر صورت کوئی وجہ مانو اس وجہ سے یہ پیشگوئی ٹل گئی یا نہیں، ضرور ٹل گئی تو یہ خدا کا کلام نہ ہوا (کہ کسی صورت سے نہیں ٹل سکتا) اور مرزا کہتا ہے کہ الہام ہے، وحی ہے، لہذا مرزا کاذب مفتری ہوا:

اور حضرت یونس علیہ السلام کی اگر پیشگوئی مان لی جائے تو یہ ہوگی، اے قوم اگر تو نہیں مانتی تو تجھ پر عذاب الٰہی نازل ہوگا، میں نے یہ کہا اگر مان لی جائے، وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کا یہ پیشگوئی کرنا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں انداز ثابت ہے اور یہ توان کا کام ہی ہے۔ ہر نبی آئے، تشریف لائے کہ فرمانبرداروں کو جنت اور رضائے الٰہی کا مژدہ سنائیں اور نافرمان باغیوں کو عذاب الیم سے ڈرائیں چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام نے ایسا کیا، اب دونوں پیشگوئیاں ایک جگہ جمع کیجئے:

حضرت یونس علیہ السلام کی پیشگوئی — اے قوم! اگر تو نہیں مانتی تو تجھ پر عذاب الٰہی نازل ہوگا — **مرزا دجال کی پیشگوئی** — محمدی بیگم کا جس سے نکاح ہوگا ڈھائی برس کے اندر مر جائے گا۔ محمدی بیگم مرزا کے نکاح میں آئے گی، یہ خدا کا سچا

وعدہ ہے، تقدیر مبرم ہے، کسی طرح ٹل نہیں سکتا، کوئی روک نہیں سکتا۔
اگر حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل ہونے والا تھا اور آپ کی قوم گریہ وزاری میں لگی، توبہ کی، اور وہ بھی ایسی توبہ جس کی نظیر نہیں اور عذاب ٹل گیا تو اس میں حضرت یونس علیہ السلام کی کیا تکذیب ہوئی؟ ان کی تو پیشگوئی یہی تھی کہ ایمان نہ لاؤ گے، توبہ صحیحہ نہ کروگے تو عذاب نازل ہوگا، توبہ صحیحہ کرلی، عذاب ٹل گیا، عذاب کا آنا مشروط تھا، ان کے کفر کے ساتھ، جب کفر چھوڑا، عذاب سے چھوٹ گئے۔
اس میں حضرت یونس علیہ السلام کیسے جھوٹے ہوئے؟ اپنی بات بنانے کے لئے بے ایمان مرزا نے یہ جڑ دیا کہ حضرت یونس خدا سے خفا ہو کر بھاگ گئے اور خدا فرماتا ہے و ذا النون اذ ذھب مغاضبا حضرت یونس قوم سے خفا ہو کر کہ قوم نے اس وقت تک ان کا کہا نہیں مانا تھا چلے گئے، یہ خبیث کہتا ہے کہ خدا سے ناخوش ہو گئے۔ اس بے لگام کو کیا کہا جائے اور کہاں کہاں اصلاح کی جائے، سر سے پاؤں تک ایک ہی قسم کی غلاظت سے آلودہ ہے۔

قوم یونس علیہ السلام کا اصل واقعہ جو قرآنِ مجید و تفاسیر سے ثابت ہوتا ہے یہ ہے یہ قوم نینوا میں مقیم تھی۔ کفر و شرک ان کا مذہب تھا حضرت یونس علیہ السلام ان کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے، آپ نے بت پرستی سے روکا اور ایمان لانے کی تلقین فرمائی۔ ان لوگوں نے انکار کیا اور انکار پر مصر رہے اور آپ کی تکذیب کرنے لگے۔ آپ نے اس قوم کو متنبہ کیا، دیکھو ایمان لے آؤ ورنہ عذابِ الٰہی نازل ہوگا۔ یہ سنکر لوگ آپس میں

کہنے لگے حضرت یونس تو جھوٹ بولتے نہیں جب انہوں نے عذاب کی خبر دی ہے تو اگر رہیگی پتہ لگاؤ، حضرت یونس رات میں نینولی میں گذارتے ہیں یا چلے گئے، اگر چلے گئے تو یقیناً عذاب آئے گا۔ حضرت یونس کو نہ پایا اور صبح ہوتے ہی تمام شہر میں سیاہ دھواں چھا گیا جو عذاب کی نشانی تھی لوگ گھبرائے اور یقین ہو گیا کہ عذاب آنیوالا ہے کیونکہ نشانی ظاہر ہو گئی۔ اب سب کے سب حضرت یونس کی جستجو میں نکل کھڑے ہوئے مگر وہ نہ ملے۔ اب اندیشہ اور قوی ہو گیا تو پوری قوم مع اپنی عورتوں بچوں جانوروں کے آبادی سے باہر نکل گئی، بادشاہ وقت اور گدا سب ہی اس میں شامل ہوئے۔ زیبائش اور آرائش کے کپڑے ہر ایک نے اتار پھینکے اور موٹے موٹے کپڑے اپنی بے کسی ظاہر کرنے کے لئے پہن لئے اور توبہ کرنے لگے۔ نہایت خشوع و خضوع سے توبہ کی اور ایمان لے آئے اقرار کیا کہ اے اللہ جو کچھ حضرت یونس علیہ السلام ہم لوگوں کے پاس لے کر آئے تھے، سب پر ہم ایمان لائے اور توبہ صحیحہ کر کے لوٹا ہوا مال واپس کیا۔ جو جو مظالم تھے سب سے توبہ کی، معافی چاہی، یہاں تک کہ ایک پتھر اگر کسی کا لے کر اپنے مکان میں لگائے ہوئے تھے تو بنیاد کھود کر اس کا پتھر واپس کیا، گویا پورے خلوص و صداقت سے توبہ کی۔ خدائے قدوس و غفار نے ان پر رحم فرمایا، دعا قبول ہوئی اور عذاب اٹھا لیا گیا۔ یہی حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو عذاب نازل ہو گا، ایمان لے آئے بچ گئے،

اب مرزا کی پیشگوئی تفصیلی طور پر تو ورق پلٹ کر پڑھ لیجئے مگر اجمالاً میں دہرائے دیتا ہوں۔ مرزا کا اصل واقعہ جو مرزا کی کتابوں میں ہے یہ ہے کہ اس نے محمدی بیگم سے نکاح کرنا چاہا، بہت کچھ زور دیا مگر نہیں ہوا۔ کبھی عربی الہام سنایا

کبھی اردو میں، عربی کے الہام یہ ہیں:

زوجناکہا۔ امر من لدنا انا کنا فاعلین۔ الحق من ربک فلا تکونن من الممترین۔ لاتبدیل لکلمات اللہ۔ ان ربک فعال لما یرید، پانچ الہام ہوئے پھر جب اس کی شادی ہوگئی تو یہ الہام ہوئے انا رادوھا الیک فسیکفیکہم اللہ ویردھا الیک۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ یولد لک الولد۔ لاتخف سنعیدھا سیرتہا الاولی۔ انا رادوھا الیک ان استجارتک فاجرھا۔ ان شانئک ھو الابتر۔ لاتبدیل لکلمات، لایرد وقت العذاب من القوم المجرمین، چودھویں صدی کے دجال کے صرف چودہ الہام پہ اکتفا کرتا ہوں، ترتیب وار اردو ترجمہ سن لیجئے:

ہم نے آسمان پر تیرا نکاح اس سے کر دیا، یہ ہماری بات ہے ہو کر رہے گی، خدا کی بات ہے اس میں شبہ نہ کرو۔ اللہ کی بات پلٹ نہیں سکتی، خدا کا چاہا ٹل نہیں سکتا، بیوہ کرکے تجھے واپس کریں گے۔ اللہ ان سب سے بدلے لے گا اور مسماۃ کو تیرے پاس لوٹائے گا، اللہ کی بات میں ہیر پھیر نہیں۔ تجھے اس سے لڑکا بھی ہوگا (دسویں جملہ کا ترجمہ اس کی ہوس پرستی کا نمونہ ہے) تیرے پاس آئے تو رکھ لینا۔ تیرے دشمن ہلاک ہو جائیں گے۔ اللہ کی بات کوئی نہیں روک سکتا، ان مخالفین سے عذاب کا وقت ٹل نہیں سکتا۔

یہ تو مرزا کی پیشگوئی ہوئی ان میں سے کوئی ایک بھی صحیح نہ اتری، سب غلط ہوئی۔ لڑکا ہونا تو الگ رہا، شادی ہی نہ ہوئی، دشمن کی ہلاکت کون دیکھے خود مرزا دین و دنیا دونوں سے گیا۔ بیوی چھوٹی، بچے چھوٹے، دائمی قہر و واویلا میں مبتلا ہوا دنیا بھر میں رسوا و خوار ہوا، مسلمان کا ایمان ہے کہ خدا کا کوئی وعدہ ٹل نہیں سکتا

جو ٹلتا بتائے وہ بے ایمان ہے مسلمان نہیں، اس جگہ قادیانی گر گئے اور خود مرزا
مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ توجیہ بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ کے
خلاف کرنا تو ہرگز جائز نہیں مگر وعید کا خلاف جائز ہے اور مرزا کی یہ پیش گوئی
وعید ہے۔ اگر ٹل گئی تو ناجائز نہیں نہ کوئی قباحت ہوئی مگر میں کہتا ہوں کہ یہ بھی
فریب اور سراسر فریب ہے۔ اولاً تو وعید کا ٹلنا مسلم نہیں، ثانیاً اس پیشگوئی کو وعید
کہنا اور روز روشن کو رات بتانا ہے یہاں صرف چودہ جملے مرزا کی پیش گوئی کے
جمع کئے ہیں پوری جماعت احمدیہ کو چیلنج ہے کہ ان پیشگوئی کا وعید ہونا ثابت کریں
اور مجھ سے انعام لیں۔

زوجنا کہا۔ امر من لدنا انا کنا فاعلین۔ الحق من ربک فلا تکونن من
الممترین۔ لاتبدیل لکلمات اللہ۔ ان ربک فعال لما یرید۔ انا رادوھا الیک۔ لن تجد
لسنۃ اللہ تبدیلا۔ یولد لک الولد۔ لاتخف سنعیدھا سیرتھا الاولیٰ۔
انا رادوھا الیک ان استجارتک فاجرھا۔ لامبدل لکلماتہ، چودہ الہاموں
میں سے یہ گیارہ تو خالص وعدے ہیں، باقی تین ہیں دو حیثیتیں ہیں۔ ہم آپ کی رعایت
سے یہ تینوں چھوڑ دیتے ہیں، گیارہ کے متعلق کیا حکم ہے؟ مرزائیوں کے اس
اعتراض سے اتنا فائدہ ہوا کہ وعدہ کا ٹلنا محال مان لیا۔ اگر اس کو بھی اپنے مراق
میں جائز الوقوع کہہ بھاگتے تو کون ان کی زبان کاٹ لیتا۔ پڑھے لکھے قادیانی
تو سمجھ گئے ہوں گے، ان پڑھ لوگوں کے لئے تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔ عذ
کہتے ہیں خوشی اور انعام کی خبر کو، اور وعید کہتے ہیں عذاب و الم کی خبر کو، مرزا
کہتا ہے کہ خدا نے میرے پاس وحی بھیجی زوجنا کہا ہم نے تیرا نکاح محمدی بیگم سے

آسمان پر کر دیا۔ بولو یہ خوشخبری ہوئی یا بدخبری ؟ یقیناً خوشخبری ہے کہ اے مرزا تیری تمنا بر آئے گی، دلی مراد پوری ہو گی، سکون کی زندگی بسر ہو گی، اور ہوا کچھ بھی نہیں تو وعدہ کے خلاف ہوا۔۔۔ اور خدا کے وعدہ میں خلاف نہیں، تو معلوم ہوا کہ خدا کا وعدہ نہیں، تو کھل گیا کہ مرزا مفتری کذاب ہے۔ اسی طرح ہر جملہ کو سمجھو اور جمع کر لو تو اسی صفحہ میں گیارہ کذب مرزا کا اسی کی تحریر سے ثابت ہوا۔ اتنا بڑا جھوٹا بھی نبی یا امام ہو سکتا ہے ؟ استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ مرزا کو ہزار ذلتیں اٹھانی پڑیں مگر تھا بیچارہ اپنی طبیعت سے مجبور، کچھ پیشگوئی کا چسکا پڑ گیا تھا، بیٹھے بٹھائے پھر دور کی سوجھی، اپنے سلسلہ کی بقا کا جب خیال آیا تو ابلیسی الہام نے پھر انگڑائی لی اور ایک تازہ الہام سنایا۔ انجام آتھم ملک و نبشرک بغلام علیم مظہر الحق والعلاء مرزا کو ایک پڑھے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جو مظہر حق اور بلند رتبہ ہو گا، مگر خدا کی شان پیدا ہوئی لڑکی، مگر جیبائی تیرا سہارا۔ پھر الہام ہوا عسل مصفٰے ۸۸۶ اپریل کو ایک پیشگوئی بدیں مضمون کی کہ موجودہ حمل یا اگلے حمل سے جو ایک حمل کی مدت سے تجاوز نہیں کرے گا، ایک لڑکا پیدا ہو گا چنانچہ، اگست ۸۷ء کو وہ لڑکا دوسرے ہی حمل سے جو ایک حمل کی مدت سے متجاوز نہیں تھا پیدا ہوا اور وہ لڑکا بشیر اول تھا اور وہ کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا جس کی وفات پر دشمنوں نے بڑا شور مچایا تھا کہ وہ موعود لڑکا فوت ہو گیا حالانکہ الفاظِ اشتہار سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی کہ وہی موعود لڑکا ہے۔ عسل مصفٰے والا پہلے حمل کو اڑا گیا، یہ لکھا ہی نہیں کہ نفخ شکم تھا رجا کی بیماری تھی یا مرزا کا وہم تھا یا مرزا کی تسلی کے لئے اس کی بیگم نے اس کو الیا ہی بنایا، آخر وہ حمل ہوا کیا سانپ پیدا ہوا یا بندیا، خود مرزا ہی مسئلہ حمل کی مشق

کر رہا تھا کچھ ظاہر نہیں کیا۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ پیشگوئی میں تھا لڑکا ہونا اور پیدا ہوئی لڑکی، اب ظاہر کرے تو کس منہ سے؟ مرزا کا اس پیشگوئی میں پہلا کذب ہوا پھر دوسرے حمل میں خدا خدا کر کے لڑکا پیدا ہوا چونکہ الہامی لفظ تھا مبشر لڑکا اس لئے اس کا نام بشیر رکھا اور خوب جشن منایا گیا۔ عرصہ دراز کے بعد بلکہ زندگی میں مرزا کو یہ پہلا موقع ملا تھا کہ اس کی پیش گوئی کے مطابق بظاہر ایک واقعہ دکھائی پڑ گیا تھا، بہت اچھلے کودے، مرید کی تو پوچھئے نہیں، خود مرزا مارے خوشی کے بوکھلا گیا اور دھڑا دھڑ نومولود کی منقبت میں الہام بنانے لگا انجام آتھم ص۵۸ یاتی قمر الانبیاء والمرسلین یاتی نبیوں کا چاند ہوگا اور تیرے تمام کام پورے ہو جائیں گے۔ پھر اور مگن میں ہوئے تو بے دھڑک بول اٹھے ص۶۲ کان اللہ نزل من السماء یہ بشیر گویا خدا ہے جو آسمان سے اتر آیا (نعوذ باللہ) جب اس خبیث نے اپنے بیٹے منا کو خدا بنا دیا تو معلوم اس کذاب باپ کا کیا درجہ ہوگا؟ غیرت الٰہی جوش میں آئی، مرزائی جشن منا رہے تھے، پیشگوئی کے صدق پر موت کا اعلان کر رہے تھے، ادھر اس نومولود کی روح قبض کر لی گئی۔ بولو مرزائیو! یہی واقعہ ہے نا؟ —— یہ دوسرا کذب ہوا، عدم ہوگئی۔ خدا بن کر بھی زندہ نہ رہ سکا، لڑکا بھی گیا، ایمان بھی گیا مگر مرزا چپ رہنے والا کب تھا جو شاید آپ سمجھے ہوں کہ دو دفعہ زک اٹھا کر خاموش ہو گیا ہوگا۔ تین ہزار کی گنتی تو خود مرزا نے بتائی بلکہ تین لاکھ سے زیادہ اس نے پیشگوئی کی اور معجزات دکھلائے اور اسی سہارے کہ شاید اب کوئی پوری ہو جائے مگر اس کو تو الہام پہلے ہی ہو چکا تھا، کو دن سمجھا نہیں۔ انجام آتھم ص۶۲ لینبذن فی الحطمۃ اے مرزا تو جہنم میں ڈالا جائے گا

مگر مرزا نے سمجھا کہ کوئی اور ہوگا جس کے لئے جہنم کا حکم ہوا ہے حالانکہ یہ الہام اسی کے لئے تھا انا نبشرک کے ساتھ تھا جیسے قرآن مجید میں بشّر کے لفظ سے جہنم کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ اس بنا پر تو اس کو گناہوں کا ایک ڈھیر جمع کرنا ہی تھا، اپنی اور اپنی بیگم کی حالت کا اندازہ لگاتے ہوئے کہ متحمل حمل ہے، پھر پیش گوئی سنائی، انجام آتھم ص۶۲ یولد لک الولد ویدنی منک الفضل تیرے لڑکا ہوگا اور فضل تجھ سے قریب کیا جائے گا۔ اب کی مرزا نے کچھ سنبھلکر الہام سنایا۔ اس ہونیوالے بیٹے کو خدائی کے درجے سے نیچے اتار لایا اور یوں بولا ص۶۲ ان نوری قریب خدا کا نور بہت جلد آنے والا ہے۔

دنیا کو تعجب ہوتا ہے کہ ابولہب ایک لفظ خلاف شان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بولا پوری سورت سخت کرخت لہجہ میں نازل ہوگئی اور یہ خبیث اپنے بیٹے کو "نور من اللہ" کہہ رہا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک صفت کو مسخ کر رہا ہے اور خدا کچھ نہ بولا تو سنو! سنت الٰہیہ جو قائم ہوچکی، بدل نہیں سکتی، وہ جب بھی تھی اب بھی ہے۔ دیکھو مرزا پر الہام قہر نازل ہوا۔ انجام آتھم ص۷۱ عجل جسد لہ خوار فلہ نصب وعذاب یہ نور نہیں مٹی کی مورت گائے کی بچھیا ہے چلا کر دکھ کی مار اور جہنم کا عذاب اس کے لئے ہے اذا انکشف السرعن ساقہ یومئذ یفرح المومنون ہم حقیقت کو اس کی پنڈلی سے کھولدیں گے تب مومن اسکو جہنم میں پھینککر خوش ہوں گے۔ یہ سب الہام اس مرزا کو ہوتے مگر وہ متنبہ نہ ہوا، دیکھا آپ نے الہام کا لہجہ کتنا سخت ہے۔ مرزا نے نور کہا، الہام میں بیل کا بچہ سنایا گیا، مرزا نے فضل و کمال

والا کہا۔ الہام نے ذلیل اور جہنمی قرار دیا۔ بو بو مرزائیو! یہ الہام تمہاری کتابوں میں ہیں کہ نہیں اور خود مرزا کی مصنفہ کتابوں میں ہیں کہ نہیں اگر ہیں تو کیا بعد وضوحِ حق اب بھی جہنمیوں کا ساتھ نہ چھوڑو گے ما بعد الحق الا الضلال ۔ جب مرزا کا افترا، حد سے بڑھا تو اس کو واضح غیر مبہم الفاظ میں الہام ہوا مگر دجال نے کچھ بھی اس کا لحاظ نہیں کیا۔ انجام آتھم ص۵۲ هل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاك اثیم اے مرزا تجھے ہم بتائیں کہ شیطان کس پر اترتا ہے، شیطان ہر مفتری کذاب پر اترتا ہے ۔ کوئی قادیانی جو الہام سے انکار کرے یا اس کے معنی کچھ اور بتائے جو مرزا پر اترا ۔

مرزا کی عبارتوں نے بتایا کہ مرزا اول درجہ کا مفتری کذاب ہے۔ شیطان کا چیلا ہے، شیطان اس کے کان میں پھونکتا ہے اور یہ اپنے مریدین کے دل میں اتارتا ہے۔ مرزا کی عبارتوں سے مرزا کا الہام تو ثابت ہوا مگر کونسا الہام؟ الہامِ شیطانی ثابت ہوا اور وہ بھی بایں خوبی کہ خود الہام شیطانی الہام ہونے کو بتاتا ہے یہ تو مرزا کے نبوت پر مرزا کے ذاتی دلائل تھے جسے پیشگوئی کے نام سے اس نے پیش کیا اور ثبوتِ نبوت کو اس پر منحصر ٹھہرایا۔ اب وہ قرائن سنیے جن سے مرزا نے اپنی نبوت و مسیحیت کو قرینِ قیاس کرنے کی کوشش کی ہے سیدنا حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ و السلام کے نزول کی بہت سی علامتیں حدیثوں میں بیان فرمائی گئی ہیں، منجملہ ان کے یہ بھی ہے کہ دجّال ظاہر ہوگا، یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا، حضرت امام مہدی ہوں گے حضرت عیسٰی علیہ السلام صلیب توڑیں گے، جزیہ ختم کردیں گے، لڑائی کا خاتمہ ہوجائے گا، دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، اسلام ہی اسلام دکھائی پڑے گا تو مرزا جی کو

حاجت ہوئی کہ ان تمام پیشگوئیوں کو اپنے اوپر چسپاں کریں۔ چنانچہ توضیح المرام صفحہ ۸۲ پر مرزا جی لکھتے ہیں۔ شاید آخری عذر ہمارے بھائیوں کو یہ ہوگا کہ بعض الفاظ جو صحیح حدیثوں میں حضرت مسیح کے علامات میں بیان کئے گئے ہیں ان کی تطبیق کیونکر کریں۔ مثلاً لکھا ہے کہ مسیح جب آئے گا تو صلیب توڑے گا اور جزیہ کو اٹھا دے گا، اور خنزیروں کو قتل کر دے گا، اور اس وقت آئے کہ جب یہودیت اور عیسائیت کی ہر خصلتیں مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہوں گی۔ مرزا کی اس عبارت سے اتنا معلوم ہو گیا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کے نزول کے وقت کی علامتیں صحیح حدیثوں میں ہیں اور مسلمان حدیث پر ایمان رکھتا ہے۔ اب ہر علامت کے متعلق مرزا کی عبارت پڑھیے:

ازالہ اوہام صفحہ ۱۰۹۵ اور اس حدیث میں دجال کا یہ قول انی انا المسیح وانی ان یوشک ان یؤذن لی فی الخروج جو زیادہ تر اس کے مسیح دجال ہونے پر دلالت کرتا ہے بظاہر اس شبہ میں ڈالتا ہے کہ آخری زمانے میں وہ نکلنے والا ہے لیکن بہت آسانی سے یہ شبہ رفع ہو سکتا ہے جب کہ اس طرح پر سمجھ لیں کہ یہ عیسائی دجال بطور مورث اعلیٰ کے اس دجال کے لئے ہے جو اس عیسائی گروہ میں ہی پیدا ہوگا اور گرجا ہی سے نکلے گا۔

اور صفحہ ۱۰۱۱ یقین کرنا چاہیے کہ وہ مسیح دجال جو گرجا سے نکلنے والا ہے یہی (عیسائی) لوگ ہیں، یہ معلوم ہوا کہ مرزا کے نزدیک دجال عیسائی ہے یعنی یہی انگریزوں کی قوم جو اس کے زمانہ میں حکمران تھی۔ اور دجال کے متعلق صحیح حدیث شریف میں آیا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہوگا۔

مرزا کی اس عبارت کو محفوظ رکھیے اور ایک دوسری عبارت سنیے! ازالہ اوہام ص ۱۱ اور یاجوج ماجوج کی نسبت تو فیصلہ ہو چکا ہے جو دنیا کی دو بلند اقبال قومیں ہیں جن میں سے انگریز اور دوسرے روس ہیں۔ اہلسنت وجماعت کے نزدیک حدیث سے ثابت ہے کہ قیامت کے قریب یاجوج ماجوج ظاہر ہوں گے۔ ان کی سرکشی اتنی بڑھ جائے گی کہ خدا سے جنگ کرنے کے لئے آسمان کی طرف تیر چلائیں گے مگر قدرت خدا کہ ان کے تیر خون آلودہ واپس ہونگے تو انہیں یقین ہو جائیگا کہ خدا کے لشکر کو ہلاک کر دیا۔ وہ اسی حال میں ہونگے کہ عذاب الٰہی نازل ہوگا، ان کا ظہور بھی اور ہلاکت بھی یاجوج ماجوج دونوں نافرمان قومیں میں دونوں ایک ساتھ ظاہر ہوں گی اور ایک ساتھ ہلاک ہوں گی۔

اب مرزا کا حال سنیے۔ ازالہ اوہام ص ۱۱ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں اسلئے سعادتمند مسلمان کو دعا کرنی چاہیئے کہ اسوقت انگریزوں کی فتح ہو کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر یہ نہ کریں تو پھر خدائے تعالیٰ کے بھی ناشکر گنہگار ہیں کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے، ہرگز نہیں پا سکتے۔ اسلامی نقطہ نظر سے یاجوج ماجوج کی حقیقت آپ کو معلوم ہو گئی اور مرزا جی کے دھرم کے لحاظ سے بھی یاجوج ماجوج کی حقیقت معلوم ہو گئی۔

اب مرزا مفتری فرماتے کہا ہیں کہ جب یاجوج ماجوج کی جنگ ہو تو اے قادیانیو! تم یاجوج یعنی انگریزوں کے ساتھ ہو جانا اور انہی کی فتح کی دعا کرنا کیونکہ انگریزوں کا مرزا پر بہت بڑا احسان ہے۔ انگریزوں کے زیر سایہ رہ کر مرزا کو راحت

ہی راحت ملی جوان عیسائی انگریزوں کا ساتھ دیگا وہ سخت نادان، نالائق، نا شکر گذار ہو

اور اسی پر بس نہیں بلکہ وہ خدا کا نا شکر گزار ہوگا۔ یہ درجہ عیسائیوں کا کیوں ہے خود مرزا لکھ

ہے کہ جس سکون کے ساتھ ہم اپنے مشن کو اس حکومت میں چلا سکے، کسی اسلامی حکومت

میں نہیں چلا سکتے۔ یہ راز شاید جرمنی والوں کو معلوم تھا جب تو وہ کہتے تھے کہ مرزا

گورنمنٹ برطانیہ کا ایجنٹ ہے۔ اچھا تو آپ سمجھ گئے کہ مرزا جی کے نزدیک یاجوج

ماجوج عیسائی برطانوی اور روس ہیں اور امت کے نام فرمان بھی آپ نے سن لیا کہ

اے امت مرزا جب یاجوج ماجوج ظاہر ہوں تو تم یاجوج یعنے انگریزوں کے ساتھ

ہو جانا۔

اب ازالہ اوہام ۵۰۹ کی عبارت ملاحظہ فرمایئے کہ دجال سے مراد یہی عیسائی ہیں جو

گرجا سے نکلنے والا ہے۔ اب دونوں عبارتوں کو مع مرزا کے حکم امر کے جمع کر لیجئے عیسائی

دجال ہیں۔ جب عیسائی اور روس کی جنگ ہو تو عیسائی کا ساتھ دینا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اے

امت قادیان جب یاجوج ماجوج یعنی روس اور انگریز (جو دجال ہے) کی جنگ ہو تو

انگریز کا ساتھ دینا جو دجال ہے، یعنی مرزائی دجال کے ساتھ رہیں کیونکہ مرزا کا سب

کاروبار اسی دجال کے سہارے اور زیر سایہ رہے۔ میرا بھی خیال یہی ہے کہ مرزا دجال

اکبر نہیں بلکہ انہیں تیس میں سے ایک ہے۔

اب اگر ہم کہیں کہ مرزا دجال ہے تو اس میں مرزائیوں کو برا ماننے کی کونسی بات

ہے۔ خود مرزا نے اپنی جماعت کو دجال بتایا۔ کیا قادیانی امت یہ چاہتی ہے کہ بے چارہ

مرزا زندگی میں ایک دفعہ بھی سچ نہ بولے؟ لعنت ہے ایسی امت پر اور لعنت ہے

ایسے نبی پر جو اپنے ماننے والوں کو دجال کا ساتھی بنا گئے۔ ایک لکھا مرزا کا نبی گیا وقت

کے معاملہ میں سنادوں پھر آگے چلوں، کہ مرزا کا سلوک جو مریدین کے ساتھ ہے
اچھی طرح ظاہر ہوجائے گا۔ جب مرزا کی مرزا احمد بیگ اور سلطان محمد بیگ سے
چل رہی تھی تو یہ الہام گھڑا۔ دیکھو انجام آتھم ص۵۶ شاتان یذبحان اس
کے بعد یوں ہوگا کہ دونوں بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ پہلی بکری سے مراد مرزا
احمد بیگ ہوشیارپوری اور دوسری سے مراد اس کا داماد ہے۔ یہ دونوں
مرزا کے دشمن اور مخالف تھے جن کو ذبح کرنے کی وعید سنائی گئی جو قہر الٰہی
ہے۔ پھر بھی مرزا تذکرہ الشہادتین ص۶۱ شاتان تذبحان تیری جماعت
میں سے دو بکریاں ذبح کی جائیں گی، یہ پیشگوئی شہید مرحوم و مولوی
محمد عبداللطیف اور ان کے شاگرد عبدالرحمٰن کے بارے میں ہے۔ یہ واقعہ تو
بڑا لمبا چوڑا ہے جس کو تفصیل مطلوب ہو مرزا کی کتاب تذکرۃ الشہادتین دیکھے
میں اس عبارت کو سمجھنے کے لئے ملخص لکھتا ہوں۔ عبدالرحمٰن نامی ایک شخص
مرزا کے پاس آیا جو مولوی عبداللطیف کابلی کا شاگرد تھا۔ مرزا کا جادو اس پر
چل گیا: مرزا کو نبی تسلیم کرکے اس کے مخصوص مسائل محفوظ کرکے کابل پہنچا
اور اعلان شروع کیا کہ ایک نبی قادیان میں پیدا ہوئے ہیں جو جہاد کو
حرام کہتے ہیں اور حضرت عیسٰی علیہ السلام سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں، جو انہیں
مانے گا مسلمان ہوگا اور جو انہیں چھوڑے گا، خدا و رسول کا چھوڑنے والا
سمجھا جائے گا، بغیر ان کے مانے ہوئے مسلمان نہیں ہوسکتا جب یہ خبر پھیلی
امیر کابل نے اس کو علماء کرام کے سامنے کیا اور تحقیقات کی، قاضی صاحب نے
شرعی سنادیا مار ڈالا کیا، کیونکہ اس پر بہت سے شرعی جرم قابل

کشتنی تھے پیغمبر کی توہین جہاد کی فرضیت سے انکار غلام مرزا کی نبوت کا اقرار
ان جرائم کی وجہ سے وہ قتل کیا گیا۔ پھر مولوی عبد اللطیف مرزا کے پاس آئے
اور یہی سب سبق پڑھ کر کچھ دنوں کے بعد یہ بھی اپنے وطن کابل لوٹے اور مرزائیت
کی تبلیغ شروع کر دی یہ بھی گرفتار ہوئے مگر آدمی پڑھے لکھے تھے انھیں مناظرہ
کی سوجھی اسلامی سلطنت تھی، انتظام ہوا مناظرہ ہوا اور مناظرہ میں عبد اللطیف
مذکور کا مرتد ہونا قرآن و حدیث کا منکر ہونا ظاہر ہو گیا۔
توبہ کی فہمائش کی گئی مگر بدبختی غالب آئی، انتہائی ذلت و رسوائی کے
ساتھ مار ڈالا گیا۔ انھیں دونوں کے متعلق مرزا نے وہ پیش گوئی سنائی کہ
شاتان تذبحان۔ یہ دونوں اللہ کے دشمن ذبح کئے جائیں گے۔
دیکھی آپ نے مرزا کی حرکت جو اس کی مخالفت میں رات دن لگا رہے، جو اس
کو جھوٹا مکار سمجھے، اس کے لئے جو پیش گوئی تھی وہی اس کے لئے بھی سنادی
جو رات دن اس کا کلمہ پڑھتا تھا اسی کا دم بھرتا تھا، اسی کے نام پر جان سے
گیا۔ اس کو بھی مرزا یہی سناتا ہے کہ تو تھا ہی ذبح ہونے کے قابل تھا
خدا وندی میں مبتلا ہونے کے لائق، سبحان اللہ وبحمدہ! سچ فرمایا خدا
قدوس نے قرآن مجید میں کہ حساب کے دن جب لوگ شیطان کو ملامت
کریں گے، اور کہیں گے کہ اسی نے ہم کو گمراہ کیا تو اس وقت شیطان
جواب دے گا لوموا انفسکم مجھے کیوں ملامت کرو اپنے
اوپر لعنت ملامت کرو تم تو تھے ہی اس قابل کہ جہنم میں جھونکے جاتے
یہی حال بعینہ مرزا کا ہے کہ پہلے تو عبد الرحمٰن عبد اللطیف کو خدا کے راستے

سے پھیرا اور اپنی راہ پر لگایا اور جب قتل ہونے کی باری آئی تو صاف کہہ کر بھاگ نکلا کہ تم سمجھتے ہی اس قابل کہ ذبح کئے جاؤ۔

اتنا نہیں سمجھے کہ اسلام کوئی نیا مذہب نہیں ۔تیرہ سو برس سے قائم ہے جس میں بڑے بڑے درجے اور کمالات والے مسلمان گزرے مگر نبوت کا دعوٰے کسی نے نہیں کیا ۔ نماز حج یا جہاد کسی نے حرام نہیں کیا ۔ پھر ایک شخص کے کہنے سے تم نے غیر نبی کو نبی اور حلال کو حرام سمجھ لیا ، یہ تمہارا ہی قصور ہے یا دعوٰے کرنے والے کا جاؤ ، قہر الٰہی کا مزہ چکھو مشاتان ستذ بحان تمہارے ہی لئے ہے ۔ایک بات مرزا کی عبداللطیف مذکور کے متعلق اور سن لیجئے تذکرۃ الشہادتین ص۲۴ امیر کابل نے خیال کیا کہ اس گروہ کا انسان ہے جو لوگ جہاد کو حرام جانتے ہیں اور یہ بات یقینی ہے کہ قضا و قدر کی کشش سے مولوی عبداللطیف مرحوم سے بھی یہ غلطی ہوئی کہ اس قید کی حالت میں بھی بتلا دیا کہ اب یہ زمانہ جہاد کا نہیں ۔سنا آپ نے ؟ مرزا نے میدان محشر سے پہلے ہی اسی قادیان کے بیابان میں سنا دیا کہ میاں عبداللطیف کی سزا ،عبداللطیف کی غلطی پر ہوئی ہے ۔ بھلا غلطی کی سزا پانے والے کو بھی شہید کر سکتے ہیں ؟ ہرگز نہیں ، یہ تو جملہ معترضہ تھا ۔پھر اسی مقام پر آئیے جہاں مرزا نے اپنے مریدین کو دجالی جماعت کا ساتھ دینے کا حکم کیا ہے ۔اب یہ کیا ہے کہ مرزا جی نے یونہی دجال کا ساتھ دینے کو کہہ دیا ہے تاکہ انگریز خوش ہو جائیں یا الہامی طور پر یہ حکم دیا ہے اور واقعی یہی ان کا مذہب ہے ۔جلسہ طاعون ص۱۰ میں ان لوگوں کی جہالت

اور نادانی پر بڑا ہی افسوس ہے جو گورنمنٹ کی تجاویز اور ہدایات پیش کردہ کو شکر کے ساتھ قبول نہیں کرتے اور جہاں تک الفاظ ملتے تھے اس بات پر بہت ہی زور دیا کہ گورنمنٹ انگریز کی ہدایات کی بہ دل وجان اطاعت کرنی چاہئے اور فرمایا کہ یہ اطاعت صرف اپنے طور سے نہیں جو اللہ تعالیٰ ہم پر اسکی اطاعت فرض کرتا ہے، اب تو کوئی شبہ نہ رہا کہ قادیانی مذہب میں دجال کی اطاعت فرض ہے، دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ دنیا میں بہتیرے باطل مذہب ہوئے اور ہیں مگر آج تک کسی جماعت اور مذہب نے یہ اعلان نہیں کیا کہ ہماری جماعت دجال کی جماعت ہے اور دجال کے احکام کی تعمیل ہم پر فرض ہے۔ اسے بھی اس کے ساتھ ملا لیجئے جہاں مرزا نے یہ کہا کہ تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان نے ایسا نہیں کیا۔ کیا مرزا کی جماعت کے دجالی جماعت ہونے میں اب بھی شک ہو سکتا ہے؟ اگر مخالفین مرزا شک کریں تو کریں مگر مرزائیوں کو تو یہ حق ہی نہیں پہنچتا کہ دجال کی اطاعت سے روگردانی کریں۔

یہ ہے وہ ہادیہ جس میں مرزا نے اپنے مریدین کو لا جھونکا اگر مان جاؤ تو دجالی بنو، جہنم میں جاؤ اور نہ مانو تو بھی منکر اطاعت ہو کر جو فرض ہے جہنم میں جاؤ۔ مرزا نے وہ گورکھ دھندا بتایا کہ اس کے مریدین چاہے جو کچھ کریں مگر گھوم گھما کر وہی جہنم کی سرٹیفکیٹ۔ مریدین کو مخصوص ہدایت ملا۔ اب ایسا وقت ہے جس میں مناسب ہے کہ ہماری جماعت سرکار انگریزی کے منشا کی پوری اطاعت کر کے اپنی نیک نہادی اور نیک چلنی کا ثبوت دیں، اور نہ صرف یہی کریں کہ آپ ان ہدایتوں کے پابند ہوں بلکہ بڑی گرمجوشی سے اوروں کو بھی سمجھاویں

نادانوں کی بدگمانیاں اور بدخیالیاں دور کریں۔ ایسی تابعداری کہ جو دل سے بھی ہو اور جان سے بھی، ظاہری بھی ہو اور باطنی بھی۔ ایسا نہ ہو کہ دکھاوے کے لئے ظاہری تابعداری ہو اور دل میں برا سمجھو۔ یہ ہے مرزا کا بھیتری فوٹو، جو مسلمانوں کی آگاہی کے لئے پیش کیا گیا۔ اس دجّال قادیانی نے دین متین کو نیست و نابود کرنے کے لئے کیا کیا جتن نہیں کئے۔ خود مانا کہ انگریز دجال ہیں اور خود ہی اس دجال کی اطاعت فرض بتائی اور تاکید کی کہ اسے بدچلن مرزائیو! اپنی چال چلن دجال سے مطابق کر کے کامل تابعداری کی اس سے سند حاصل کرو۔ تحفہ قیصریہ صت میں دیکھتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ اور دوسروں کو بھی اسی راہ پر لگانے کے لئے سرتوڑ کوشش کرو کیونکہ اس کی کامیابی اپنی کامیابی ہے۔ انگریزوں کی جماعت کوئی غیر نہیں، اگر فرق ہے تو تابع متبوع کا، یہ ہے دجّال کی الوہیت اور اس کی فرمانبرداری کا اعلان۔

یہاں پر یہ جملہ بھی ملحوظ رہے جو مرزا نے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے خدائے تعالیٰ کا نام لیا ہے ورنہ اس کا خدا تو دجال ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہم پر اس کی اطاعت فرض کیا ہے۔ دجال جس کی اطاعت کا حکم دیا ہے اس کی اصلی تصویر بھی مرزا کی زبانی سن لیجئے۔ ازالہ اوہام ص۹۷۵ پھر دجال ایک اور قوم کیطرف جائے گا اور اپنی الوہیت کی طرف ان کو دعوت دے گا پھر وہ لوگ اس کی دعوت قبول نہیں کریں گے، العظمۃ للہ! اب پھر جملوں کی ترتیب دے لیجئے، عیسائی دجال ہے۔ اور دجال دعوائے خدائی کرے گا۔ تمام مرزائیوں پر انگریز کی اطاعت فرض ہے مطلب یہ ہوا کہ تمام مرزائیوں پر فرض ہے کہ دجال کو اپنا خدا مانیں اسی

اسی کے ساتھ مرزا جی نے ہم لوگوں کا حال بھی بیان کر دیا۔ ان کی مہربانی ہے جس کا شکریہ۔
فرماتے ہیں دجال ایک اور قوم یعنی اہلسنت وجماعت کیطرف بائیگا اور اپنی خدائی کا اقرار اہلسنت سے بھی کرانا چاہے گا۔ مگر اہلسنت اس کو دجال کہیں گے اور اس کی دعوت قبول نہیں کریں گے۔ اے مرزائیو! یہ موقع غنیمت ہوگا۔ تم انتہائی سرگرمی سے اس کا پرجوش و پرخلوص خیر مقدم کرنا اور اسکی تابعداری میں لگ جانا۔ یہ ہے اصلی تصویر مرزا اور مرزائیت کی جو ابھی تک بہتیری نگاہ سے اوجھل تھی۔ جی چاہتا ہے کہ مرزا کا وہ فیصلہ بھی یہاں سنا دیا جائے جو جنگ دجال اور اہلسنت کے متعلق مرزا نے لکھا ہے۔ ایماندار سنکر مسرور اور مرزائی سنکر مبہوت ہو جائے گا۔

یہ تو نصف النہار کی طرح روشن ہو گیا کہ مرزائی مذہب میں عیسائی دجال ہیں اور مرزائی عیسائیوں کا ساتھ دیں گے کیونکہ انکی اطاعت ان پر فرض ہے اور اسی کا ڈھنڈورا بھی پیٹیں گے کہ عیسائی کی اطاعت فرض ہے، یہی برحق جماعت ہے کیونکہ مرزا نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم ص۴۲ اور اسمیں ایک اور عظمت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بھی اسکے پورے ہونے سے پوری ہوگئی کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ عیسائیوں اور اہل اسلام میں آخر زمانہ میں ایک جھگڑا ہوگا۔ عیسائی کہیں گے کہ ہم حق پر ہیں اور مسلمان کہینگے کہ حق ہم میں ظاہر ہوا۔ اس وقت عیسائیوں کے لئے شیطان آواز دیگا کہ حق آلِ عیسےٰ کے ساتھ ہے اور مسلمانوں کیلئے آسمان سے آواز آئیگی کہ حق آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔

اب تو کسی سمجھدار کو اشتباہ نہ رہ گیا۔ اگرچہ مرزا نے اسلام کو تباہ کرنے کیلئے ہزارہا کوششیں کیں مگر یہ کیا کم ہے کہ جو اخیر میں حق ناحق کا فیصلہ خود کر گیا کہ اخیر دور میں عیسائیوں

کے معین وحامی چلانے پھریں گے کہ عیسائی دجال حق پر ہے. چلانے والوں کا اصلی نام بھی مرزا نے بتادیا اور اشارہ کر دیا کہ گو اس ظاہری دنیا میں اس جماعت کا نام مرزائی ہے مگر علم ازلی میں اسکا نام شیطان ہے اور آسمانی آواز یعنی خدائی فیصلہ یہ ہوگا کہ حق مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ بولو مرزائیو اکس کا ساتھ دو گے

اس سلسلہ میں مناسب ہوگا کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظہور کے متعلق مرزاجی کے اصل عقیدہ کو ظاہر کر دیا جائے۔ مرزاجی کا عقیدہ یہ ہے کہ امام مہدی کوئی مستقل آدمی نہیں بلکہ مرزا ہی مسیح اور مہدی ہے۔ ازالہ اوہام ص۱۳۱ واضح رہے کہ یہ دونوں وعدے کہ محمد بن عبداللہ (مہدی) آئیگا یا عیسیٰ بن مریم آئے گا۔ دراصل اپنی مراد و مطلب میں مشکل ہیں مگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ ہماری اولاد میں امام مہدی ہونگے جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ عیسائیت و شرک و کفر کا خاتمہ کر دیں گے۔ اور مرزا لکھتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں، پھر انکار کیسے کرسکتا ہے، تو مرزائی اسکا جواب یہ دیں گے کہ مرزاجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں مگر خدا کے بعد رسول کا درجہ ہے۔ اگر رسول کا کوئی خدا کے خلاف پڑے تو رسول کی بات چھوڑ دی جائے گی، یہ تو دنیا کو معلوم ہے کہ مرزاجی نے عیسائی کو دجال کہا اور دجال دعویٰ الوہیت کرے گا تو عیسائی حکومت خدا کی ہوئی یا نہیں؟ تو پہلے عیسائی حکومت کا فرمان دیکھیں گے پھر اور کسی کا، اور عیسائی حکومت کا امام مہدی کے متعلق کیا خیال ہے، دیکھو اشتہار مرزا پنجابی مولویوں کے نام ص۱۴ گورنمنٹ ایسے لوگوں کو خطرناک سمجھتی ہے جو ایسے مہدی کے آنے کا اعتقاد رکھتے ہوں۔ اب آپ ہی کہیے کہ رسول اللہ کی بات مان کر کیوں خطرہ مول لیا جائے۔ اسی عقلمندی کی وجہ سے مرزا جی نے ان تمام حدیثوں کا انکار کر دیا یا ایسا مطلب بتایا جائے

کے خدا کے خلاف نہ پڑے۔ اس میں مرزا نے غلطی کیا کی جو دنیا بھر کا الزام ان کے سر تھوپا جا رہا ہے۔ آخر اہلسنت کے ہاں بھی تو یہی مسئلہ ہے کہ خدا کے حکم کے خلاف بظاہر اگر کوئی حدیث معلوم ہو تو قرآن کے موافق ترجمہ کرو۔ یہی مرزا نے کیا۔ صرف فرق اتنا ہے کہ اہلسنت خدا کو وحدہٗ لاشریک لہٗ مانتے ہیں اور مرزاجی ایک جماعت کو خدا مانتے ہیں، بولئے! یہ واقعہ ہے یا محض تفنن، مرزائی کا جواب کیسا رہا؟

مرزا کی ان مختلف الخیال اور اوٹ پٹانگ تحریر و عقائد کو دیکھ کر خیال ہی نہیں، ظن غالب بلکہ یقین محکم ہوتا ہے کہ مرزا کا توازن دماغی قائم نہ تھا مگر پہلے میں ایک کہانی سنادوں پھر میرے خیال پر تنقید کیجئے۔ عسل مصفیٰ ص ۵۰۳ ریواڑی ضلع گوڑگانوہ کا رہنے والا ایک شخص مولوی اصغر حسین نامی نے جسکی عمر ۶۰ سال سے متجاوز تھی، دعویٰ کیا کہ میں مہدی ہوں یہ شخص قوم کے سیّد اور صاحب علم بھی ہیں۔ کسی زمانہ میں ان کے بزرگ آسودہ حال تھے مگر گردش زمانہ سے وہ لوگ نحیف الحال ہو گئے اور کافی خوراک نہ ملنے اور پھر کثرت مطالعہ کی وجہ سے ان کے دماغ میں خشکی پیدا ہو گئی اور جنون اٹھا کہ میں مہدی موعود ہوں اور چودھویں صدی کا مجدد بھی ہوں۔ اس پر وہ تلوار اور ایک جھنڈا لے کر اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو جہاد کیطرف بلانے لگے۔ آخر کو یہ جنون سمایا کہ اوّل تھانہ پر یورش کی جائے جب تھانہ قبضہ میں آجائے گا تو پھر ضلع پر حملہ کردوں گا اور پھر رفتہ رفتہ تمام ملک پر قابض ہو جاؤں گا۔ چنانچہ اس ارادہ پر وہ تھانہ میں گئے اور تھانہ دار سے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ اس نے ہتھکڑی لگا کر ضلع میں بھیج دیا۔ آخر مجنون شمار ہو کر چار ماہ کی حوالات کے بعد رہا کر دیا گیا اور اس کے بھائی کو ہدایت کر دی گئی۔ وہ اس کی نگرانی کریں۔ یہ وہی مولوی اصغر حسین ہیں جنہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام پر

ایک ہزار روپیہ کی نالش دائر کی تھی کہ میں نے حضرت موصوف کے اشتہار کا جواب جو
عیسائیوں کی نسبت ہے اور عیسائی ہی اس کے مخاطب تھے، جواب دیا ہے، عدالت
میں سوال کرنے پر کہنے لگا کہ میں بھی عیسائی ہوں۔ جب عدالت میں اس سے ثبوت
پوچھا گیا کہ تم کس طرح عیسائی ہو؟ تو جواب دیا کہ میں چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کو برحق نبی مانتا ہوں اس لئے میں عیسائی ہوں۔ حضرت اقدس کے وکیل نے
سوال کیا تم عیسائی ہو یا مسلمان؟ تو اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمان نفس الاصل
عیسائی ہیں اور جو تثلیث کے پجاری ہیں وہ عیسائی نہیں بلکہ نصرانی ہیں اور مرزا صاحب
نے مخاطب عیسائیوں کو کیا ہے نہ کہ نصرانیوں کو، جب وکیل نے دوسرا سوال کیا
کہ عیسائی وہی نماز پڑھتے ہیں جو مسلمان پڑھتے ہیں اور وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو مسلمان
پڑھتے ہیں تو کہنے لگا کہ سب کام کرتے ہیں جب پوچھا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول
اللہ پڑھا کرتے ہیں، تو کہنے لگا کہ کلمہ صرف لا الٰہ الا اللہ ہے، وہی پڑھتے ہیں مگر
محمد رسول اللہ کلمہ میں شامل نہیں ہے بلکہ اس کا داخل کرنا شرک میں داخل ہے، سب
مسلمان جو عدالت میں تھے، سنکر متعجب رہ گئے اور مجسٹریٹ ہی بول اٹھا کہ تو جھوٹ
کہتا ہے۔ الغرض یہ حال اس مولوی کا ہے جو مہدی کا دعویٰ کرتا تھا۔ عدالت نے اس
کے دعوے کو خارج کر دیا اور وہ خائب و خاسر چلا گیا۔ اب اسکی مہدیت ہی بھول گئی ہے۔

یہ اس قادیانی کی نظر میں بھی خائب و خاسر ہوا مگر اس کے دعوٰی کرنے کی جو وجہ
اس قادیانی نے بیان کی ہے اس کو سلسلہ وار جمع کر لیجئے۔ مہدی بننے والے کا خاندان
پہلے مالدار تھا، پھر حالت گر گئی، مفلوک الحال ہو گیا، صاحب علم تھا، کثرت مطالعہ سے
خشکی بڑھ گئی، ضعف دماغ ہو گیا، یہی سبب جنون ہو گیا۔ چودھویں صدی کے مجدد

اور مہدی موعود ہونے کا دعوے کیا۔ اسی کے ساتھ مرزا کی بھی سن لیجئے۔ ازالۂ اوہام ص۹۴۲

اس جگہ مجھے قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آبا کی لائف یعنی سوانح زندگی کسی قدر اختصار کے ساتھ لکھوں۔ بابر بادشاہ کے وقت میں جو چغتائی سلطنت کا مورث اعلیٰ تھا بزرگ اجداد اس نیازمند الٰہی کے خاص سمرقند سے ایک جماعت کثیر کے ساتھ کسی سبب سے جو بیان نہیں کیا گیا، ہجرت اختیار کر کے دہلی آئے چنانچہ بادشاہ وقت سے پنجاب میں بہت سے دیہات بطور جاگیر کے انہیں ملے اور ایک بڑی زمینداری کے وہ تعلقدار ٹھہرائے گئے اور ان دیہات کے وسط میں ایک میداں میں انہوں نے قلعہ کے طور پہ ایک قصبہ اپنی سکونت کے لئے آباد کیا جس کا نام اسلام پور ہے جو اب قادیان کے نام سے مشہور ہے۔ اس قصبہ کے گرداگرد ایک فصیل تھی جس کی بلندی بیس فٹ کے قریب ہوگی اور عرض اس قدر تھا کہ تین چھکڑے ایک دوسرے کے برابر چل سکتے تھے، چار بڑے بڑے برج تھے جن میں قریب ایک ہزار کے سوار و پیادہ فوج رہتی تھی شاہانِ دہلی کی طرف سے اس تمام علاقہ کی حکومت ہمارے بزرگوں کو دی گئی تھی یہ طرزِ حکومت اسوقت تک قائم و برقرار رہی کہ جس وقت تک پنجاب کا ملک دہلی کے تخت کا خراج گزار رہا لیکن بعد اس کے رفتہ رفتہ چغتائی گورنمنٹ میں بباعث کاہلی و سستی و عیش پسندی و نالیاقتی، تخت نشینوں کے بہت سا فتور آگیا، اور کئی ملک ہاتھ سے نکل گئے۔ انہیں دنوں میں اکثر حصہ پنجاب کا گورنمنٹ چغتائی سے منقطع ہوگیا۔ یہ ملک ایک ایسی بیوہ عورت کی طرح ہوگیا جس کے سر پہ کوئی سرپرست نہیں اور خدائے تعالیٰ کی عجوبہ قدرت نے سکھوں کی قوم کو جو دہقان بے تمیز تھی ترقی دینا چاہا، چنانچہ ان کی ترقی اور تنزل کے دونوں زمانے پچاس برس کے اندر

ختم ہو کر ان کا قصہ بھی خواب و خیال ہو گیا۔ انھیں ایام میں بفضل و احسانِ الٰہی اس عاجز کے پردادا صاحب مرزا گل محمد مرحوم اپنے تعلقۂ زمینداری کے ایک مستقل رئیس اور طوائف الملوک میں سے بن کر ایک چھوٹے سے علاقہ کو جو صرف چوراسی یا پچاسی گاؤں رہ گئے تھے کامل اقتدار کے ساتھ فرمانروا ہو گئے اور اپنی مستقل ریاست کا پورا پورا انتظام کر لیا اور دشمنوں کے حملے رد کرنے کے لئے کافی فوج اپنے پاس رکھ لی اور تمام زندگی ان کی ایسی حالت میں گزری کہ کسی دوسرے بادشاہ کے ماتحت نہیں تھے اور نہ کسی کے خراج گزار بلکہ اپنی ریاست میں خود مختار حاکم تھے اور پانچسو کے قریب قرآن شریف کے حافظ وظیفہ خوار تھے۔ اس زمانہ میں قادیان میں وہ نورِ اسلام چمک رہا تھا کہ ارد گرد کے مسلمان اس قصبہ کو مکہ کہتے تھے۔ بالآخر سکھوں نے قادیان پر بھی قبضہ کر لیا اور دادا صاحب مرحوم مع اپنے تمام لواحقین کے جلاوطن کئے گئے۔ پھر انگریزی عہد سے کچھ پہلے یعنی ان دنوں جب رنجیت سنگھ کا عام تسلط پنجاب پر ہو گیا تھا۔ اس عاجز کے والد صاحب یعنی مرزا غلام مرتضےٰ صاحب مرحوم دوبارہ اس قصبہ میں آکر آباد ہوئے اور پھر بھی سکھوں کی جور و جفا کی نیش زنی ہوتی رہی۔ ان دنوں میں ہم لوگ ایسے ذلیل و خوار تھے کہ ایک گائے کا بچہ جو دو یا ڈیڑھ روپیہ کو آسکتا ہے، صدہا درجہ ہماری نسبت بنظرِ عزت دیکھا جاتا تھا۔

مرزا خدا بخش مصنف عسل مصفےٰ تو مر گئے مگر ابھی بہت سے قادیانی اس زمین پر چل پھر رہے ہیں۔ دونوں مرزا کی تحریریں ملائیں اور دونوں مہدی کو ایک ترازو ایک ہی بٹہ سے تول دیکھیں، میں توازن قائم کئے دیتا ہوں، ناظرین تبصرہ کر لیں۔ ایک مہدی بننے والا اور اس کے وجوہ تو آپ کے ذہن میں ہیں۔

اب مرزا جی مدعی نبوت و مہدویت کے وجوہ و علل کو جمع کیجئے۔ مرزا کا خاندان خود مختار و حکمران تھا پھر اتنی نکبت و محتاجی نے گھیرا کہ گائے کی بچھیا سے بھی گر گئے، مرزا کے مطالعہ کے متعلق اسکی کثرت تصنیفات شاہد، اور دوسرے مقام پر مرزا نے اپنی کثرت کتب بھی لکھا، یہی سبب جنون ہو سکتا ہے۔ چودھویں صدی کا مجدد اور نبی بنا۔ دونوں کے حالات بلائیے کہاں کھانا پینا اصغر حسین اور کہاں شاہزادہ مرزا غلام احمد، بھلا شاہزادہ کے عیش و عشرت کو ایک کسان یا زمیندار کا لڑکا پہنچ سکتا ہے۔ پھر جب حالت دگرگوں ہوئی تو اصغر حسین معمولی انسان بن کر رہ گیا اور جب مرزا کی حالت بدلی تو انسانیت سے گر کر گائے کے بچہ سے بھی بے عزت ہو گیا۔ سچ کہئے اگر اصغر حسین کو اس وجہ سے جنون ہو سکتا ہے تو کیا مرزا کو ڈبل جنون نہیں ہو سکتا؟ ضرور ہو سکتا ہے، بلکہ ہوا، جب تو اس نے صرف مہدی ہونیکا دعویٰ نہیں کیا بلکہ ڈبل جنون کا ثبوت ڈبل دعوے سے دیا کہ مہدی بھی ہے اور نبی بھی ہے۔ مگر یہ فرق اور ثبوت تو عقلی طور پر ہوا جو مرزائیوں کے لئے یقینی دلیل ہے کیونکہ انہوں نے تو اپنی ناقص عقل کے مقابلہ میں قرآن مجید تک کو خیرباد کہہ دیا مگر جو لوگ مرزا جی کی زبانی ہر بات سننا چاہتے ہیں۔ ان کی تسلی کے لئے مرزا جی کی یہ عبارت حاضر ہے۔ انجام آتھم صٓ اور میں تو اکثر عوارض لاحقہ سے بیمار رہتا ہوں اور درد سر کی بیماری مجھے مدت تیس سال سے ہے۔ ایک وہ مصیبتیں تھیں، جو پہلے مذکور ہوئیں، دوسری مصیبت یہ کہ علاوہ دیگر امراض کے مخصوص دماغ ہی کی بیماری تیس برس سے ہے۔ پھر بیچارے کے جنون میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے مگر پھر بھی یار لوگ کہہ سکتے ہیں کہ درد سر کا عارضہ تھا۔ مرزا نے کہاں لکھا کہ جنون اور بیہوشی کا مرض تھا۔ ملہ جو کچھ مرزا کہتے تھے ہوش و حواس کے ساتھ کہتے تھے۔ اچھا تو دیکھئے، سیرۃ المہدی صلہ بیان کیا مجھ سے حضرت

والدہ ماجدہ نے حضرت مسیح موعود کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اول کی
وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اُتھو آیا اور پھر اس کے
بعد طبیعت خراب ہو گئی مگر یہ دورہ خفیف تھا۔ پھر اس کے کچھ عرصہ بعد آپ ایک دفعہ نماز
کے لئے باہر گئے۔ اور جاتے ہوئے فرماتے گئے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے۔ والدہ صاحبہ
نے فرمایا تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک
گاگر گرم کر دو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب
ہو گئی ہو گی چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو میاں کی طبیعت
کا کیا حال ہے۔ شیخ حامد نے کہا کہ کچھ خراب ہو گئی ہے۔ میں پردہ کرا کر مسجد میں چلی گئی
تو آپ لیٹے ہوئے تھے جب میں پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی
مگر اب افاقہ ہے۔

اب مرزاجی کی بیہوشی اور دورہ میں شبہ نہ رہا۔ ہاں مرزاجی اپنی بیہوشی کے دورہ کو ہسٹریا ہی کہتے تھے تو اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں۔ مرزاجی رہتے تھے مردوں کے لباس میں اور دنیاوی نام بھی مردانہ ہی تھا مگر ان میں نسوانی علامتیں پائی جاتی تھیں پھر جب مرزاجی کا حاملہ ہونا، بچہ جننا تعجب خیز نہ ہوا، تو ہسٹریا کا دورہ کیوں اسے سمجھا جائے بہرصورت مرزا کا خللِ دماغی بالکل ظاہر ہو گیا۔ اسی مدہوشی میں جو کچھ کہہ گئے مریدین نے اس کا نام الہام رکھ لیا۔ یا جو کچھ مرزا نے حالت جنون میں کہہ دیا اسے وحی الٰہی سمجھ بیٹھے حالانکہ بسا اوقات مرزا نے بتا بھی دیا تھا کہ میرے اوپر شیطان آتا ہے مگر مریدین مرید ہی تو تھے۔ پیر میاں جو کچھ کہیں یا کریں سب حسنِ ظن سے ہے، بجائے شیطان، جبرئیل امین سمجھ بیٹھے معیار المذاہب صفحہ ۱۸ صحت اور تندرستی کی حالت میں ایسے مکروہ تخیلات پیدا

نہیں ہو سکتے بہتوں کو اس بات کی ذاتی تحقیقات ہے کہ مرگی کی بیماری کے مبتلا اکثر شیاطین کو اسی طرح دیکھا کرتے ہیں وہ بعینہٖ ایسا ہی بیان کیا کرتے ہیں کہ ہمیں شیطان فلاں فلاں جگہ لے گیا۔ اور یہ عجائبات دکھلائے اور مجھے یاد ہے کہ شاید چوبیس برس کا عرصہ گذرا ہوگا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ شیطان سیاہ رنگ اور بدصورت کھڑا ہے۔ کیسا صاف اور واضح بیان ہے کہ بیمار اور کمزور آدمی کو شیطان لگتے ہیں اور مرزاجی تو دائمی مریض، تیس برس تک جس کو دماغی خرابی اور مرگی (ہسٹریا) کے بار بار دورے پڑیں۔ اس بیچارے کے جنون کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔ اور جب معمولی بیمار کو شیطان لگتے ہوں تو اس دائم المرض کو دائم الشیطان ہونا ہی چاہیئے تھا۔ ہر وقت اور ہر ساعت سانس کے ساتھ شیطان کا تعلق ہونا چاہیئے اور یہ واقعہ بھی ہے، اگرچہ مرزاجی اسکی حرکتوں کو کثرتِ اعداد کیوجہ سے ٹھیک شمار نہ کر سکے پھر بھی اتنا تو بتا ہی دیا کہ دس لاکھ دفعہ سے زیادہ ان کو الہام (شیطانی دورے) ہوئے اور جو بھی نکتا گیا کہتے گئے۔ کہیں کہا میں نبی ہوں، کہیں کہا نبی بننے والے پر لعنت۔ کہیں کہا کہ دجال شیطان ہے، کہیں کہا کہ دجال کی اطاعت ہمپر فرض ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی باتیں ہوش وحواش میں کوئی کافر سے کافر بھی نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ مرزاجو بظاہر کلمہ گو ہے۔

مرزا نے اپنے جنون کے اسباب ذرا تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں۔ جی چاہتا ہے کہ سامعین کی بصیرت کے لئے یہاں نقل کردوں۔ فتح اسلام ۱۶؎ اس جگہ یہ عجیب قصہ لکھنے کے لائق ہے کہ ایک دفعہ مجھے علی گڑھ میں جانے کا اتفاق ہوا اور مرض ضعفِ دماغ کیوجہ سے جس کا قادیان میں بھی کچھ مدت پہلے دورہ پڑ چکا تھا، میں اس لائق نہیں تھا کہ زیادہ گفتگو یا اور کوئی دماغی محنت کا کام کر سکتا اور اب بھی میری یہی حالت ہے

کریں زیادہ بات کرنی یا حد سے زیادہ فکر اور خوض کی طاقت نہیں رکھتا، اس حالت میں علی گڑھ کے ایک مولوی صاحب محمد اسمٰعیل نام مجھ سے ملے اور انہوں نے نہایت انکساری سے وعظ کے لئے درخواست کی اور کہا کہ لوگ مدت سے آپکے شائق ہیں بہتر ہے کہ سب لوگ ایک مکان میں جمع ہوں اور آپ کچھ وعظ فرماویں۔ چونکہ مجھے ہمیشہ سے یہی عشق اور یہی دلی خواہش ہے کہ حق باتوں کو لوگوں پر ظاہر کروں۔ اس لئے میں نے اس درخواست کو بشوق دل قبول کیا اور چاہا کہ لوگوں کے مجمع عام میں اسلام کی حقیقت بیان کروں کہ اسلام کیا چیز ہے اور اب لوگ اس کو کیا سمجھ رہے ہیں؟ اور مولوی صاحب کو کہا بھی گیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسلام کی حقیقت بیان کی جائے گی لیکن بعد اس کے میں خدائے تعالےٰ کی طرف سے روکا گیا۔ مجھے یقین ہے کہ چونکہ میری صحت کی حالت اچھی نہیں تھی اس لئے خدائے تعالےٰ نے نہ چاہا کہ زیادہ مغز خواری کر کے کسی جسمانی بلا میں پڑوں اس لئے اس نے وعظ کرنے سے مجھے روک دیا۔ ایک دفعہ اس سے پہلے بھی ایسا ہی اتفاق ہوا تھا کہ میری ضعف کی حالت میں ایک نبی گذشتہ نبیوں میں سے کشفی طور پر مجھ کو ملے اور مجھے بطور ہمدردی اور نصیحت کے کہا کہ اس قدر دماغی محنت کیوں کرتے ہو، اس سے تم بیمار ہو جاؤ گے۔ بہرحال خدا کی طرف سے یہ ایک روک تھی جس کا مولوی صاحب کی خدمت میں عذر کر دیا گیا اور یہ عذر واقعی سچا تھا جن لوگوں نے میری اس بیماری کے سخت سخت دورے دیکھے ہیں اور کثرت فکر یا خوض و فکر کے بعد بہت جلد اس بیماری کا برانگیختہ ہونا بچشم خود مشاہدہ کیا ہے وہ اگرچہ بباعث ناواقفیت میرے الہامات پر یقین نہ رکھتے ہوں لیکن ان کو اس بات پر بکلی یقین ہوگا کہ مجھے فی الواقعہ یہی مرض لاحق حال ہے۔ ڈاکٹر محمد حسین خان صاحب جو لاہور کے آنریری مجسٹریٹ بھی ہیں۔

اور اب تک میرا علاج کرتے ہیں۔ ان کی طرف سے ہمیشہ یہی تاکید ہے کہ دماغی محنتوں سے تا قیام مرض بچنا چاہیئے۔

مرزا کی گزشتہ عبارتوں سے، مرزا کا یہ دعویٰ ظاہر ہو چکا ہے کہ خدا نے اس کو تبلیغ پر مامور کیا اور نبی بن کر آیا اور اس عبارت سے یہ بات واضح ہوئی کہ باوجود مرزا کی دلی خواہش اور وعدہ و اعلان کے خدا نے اس کو روک کر جھوٹا مشہور کرا دیا ضعف دماغی کا تسلسل اور مدہوشی کے دورے، تبلیغ کے لئے جانا، اور بالقصد و ارادہ بغیر تبلیغ کئے خائب و خاسر واپس ہونا، یہ سب کچھ معلوم ہوا مگر اس سے بڑھ کر عبرت کا مقام یہ ہے کہ کسی کو کسی چیز سے روکنا، یا تو دنیاوی ضرر کی وجہ سے ہوتا ہے یا دینی ضرر کی وجہ سے، اگر دینی نقصان ہے تو اس سے روکنے والا خدائے تعالیٰ ہے یا انبیاء علیہم السلام اور ان کے نائبین اور اگر دنیاوی نقصان ہے تو یا بدنی نقصان ہے یا مالی، اگر مالی نقصان ہے تو حکام اور منتظمین دنیا اس سے روکتے ہیں اور اگر بدنی ضرر ہے تو حکیم اور ڈاکٹر روکتے ہیں، اگر مریض طبیب کی ہدایات پر نہیں کاربند ہوتا تو اپنی جان کو خطرہ میں ڈالتا ہے اور مرض ترقی پکڑ جاتا ہے اور اگر خدا اور رسول کا حکم نہیں مانتا اور منکر ہو جاتا ہے بلکہ بغاوت کے لئے خلاف حکم کرنے کو کھڑا ہو جاتا ہے تو باغی منکر کافر مرتد کہلا کر اپنے کردار کی سزا بھگتنے کو جہنم میں ڈالدیا جاتا ہے۔ مرزا خود لکھتا ہے کہ خدا نے اس کو تبلیغ سے روکا مگر یہ نہ رکا، صرف علی گڈھ میں کسی مصلحت سے زبان بند رکھی مگر پھر وہی حرکت جاری رہی۔ انبیاء کرام نے روکا مگر اس نے نہ مانا یہ دینی حیثیت سے روکنا ہوا جو خدا و رسول نے روکا اور مرزا منکر باغی بن کر کافر مرتد ہوا، پھر دنیاوی حیثیت سے ڈاکٹر نے روکا اور سخت تاکید کی مگر مرزا نہ رکا، اس صورت

میں مرض بڑھتا گیا اور اس بدپرہیزی اور حکم عدولی کی وجہ سے دیوانہ ہو گیا۔ یہ کوئی قیاس اٹکل نہیں مرزا کی ذاتی تجربہ ہے۔ اس نے اپنا حال بلا تقیہ یہاں پر ظاہر کر دیا ہے کوئی قادیانی کان جو سن سکے؟

صاحب عسل مصفےٰ نے اصغر حسین مہدی بننے والے کا اس جملہ پر بڑا مذاق اڑایا (کہ کلمہ صرف لا الہ الا اللہ ہے) ذرا مرزا جی کی جھولی کھولکر دیکھئے۔ دیکھئے تحفہ قیصریہ ص۲۹

بریھی عرض کر دینے کے لائق ہے کہ اسلامی تعلیم کی رُو سے، دین اسلام کے حصے صرف دو ہیں یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ تعلیم دو بڑے مقاصد پر مشتمل ہے۔ اول ایک خدا کو جاننا جیسا کہ وہ فی الواقع موجود ہے اور اس سے محبت کرنا اور اسکی سچی اطاعت میں اپنے وجود کو لگانا جیسا کہ شرط اطاعت و محبت ہے۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت و ہمدردی میں اپنے تمام قوٰی کو خرچ کرنا اور بادشاہ سے لے کر ادنےٰ انسان تک جو احسان کرنے والا ہو۔ شکر گذاری اور احسان کے ساتھ معاوضہ کرنا۔ اسی لئے ایک سچا مسلمان جو اپنے دین سے واقعی خبر رکھتا ہو۔ اس گورنمنٹ کی نسبت جس کی ظل عاطفت کے نیچے امن کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اور ہمیشہ اخلاص اور اطاعت کا خیال رکھتا ہے۔

کہئے! اب کیا حکم ہے اس مرزا کے لئے جس کے دین میں صرف دو باتیں ہیں ایک خدا کو جاننا، دوسرے حکومت برطانیہ کی اطاعت۔ اس اصغر مہدی نے تو صرف ایک ہی بات بتائی تھی جس کی تاویل بشرط ایمان ممکن تھی مگر انہوں نے تو پورا کلمہ دونوں جز والا بیان کر دیا اور اپنا حقیقی اندرونی مذہب ظاہر کر دیا۔ کیا اس کے دجالِ اصغر ہونے میں اب بھی قادیانیوں کو شبہ ہو سکتا ہے؟ میرا مشورہ اور صحیح

مشورہ یہی ہے کہ مرزا کو ان وجوہ کی بنا پر جو اس نے اپنے ذاتی حالتِ مرض میں لکھے، مرزائی لوگ اسے مرفوع القلم سمجھ کر اس کا پیچھا چھوڑ دیں۔ یہ مرزا کے لئے نہ سہی پر ان کے لئے تو مفید ثابت ہو گا۔ مرزا نے اپنی نبی اور مسیح موعود برحق ہونے کی بڑی زبردست دلیل یہ بیان کی ہے کہ کبھی کسی جھوٹے مدعی نبوت نے اتنی لمبی زندگی نہیں پائی جتنی مرزا نے پائی۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ جھوٹے مدعی کو خدا مہلت نہیں دیتا۔ عسل مصفےٰ سنہ ۵ جہاں تک تاریخ گواہی دیتی ہے ہمیں یہی ثابت ہوتا ہے کہ کسی مدعی نبوت کو جس پر کوئی وحی من جانب اللہ نہ ہوتی ہو، اور کہے مجھے وحی ہوتی ہے اور اپنی مفتریات کو لوگوں کے آگے پیش کرے اور انہی بنا پر لوگوں کو دعوت کرے، تو اتنی مہلت نہیں دی گئی جتنی راست باز خدا کے مرسل کو ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی معیار نہ ہوتا تو خلق خدا بکثرت ضلال اور گمراہی کے کنوئیں میں ہلاک ہوتی لیکن اس نے تو اپنی سنتِ قدیمہ سے مہر لگادی ہے کہ کذاب ہرگز وہ عمر نہیں پا سکتے جو صادقوں کو ملتی ہے۔

یہ تو مرید کی ہوئی جو اول درجہ کا صحابی ہے، خود مرزا کی سنئے۔ انجام آتھم ص۵۰ کیا یہی خدائے تعالےٰ کی عادت ہے کہ ایسے کذاب اور بیباک مفتری کو جلد نہ پکڑے، یہاں تک کہ اس افترا پر بیس برس سے زیادہ گزر جائے۔ سو ایک تقوے شعار آدمی کے لئے یہ کافی تھا کہ خدا نے مجھے مفتریوں کی طرح ہلاک نہیں کیا بلکہ میرے ظاہر و باطن اور میرے جسم اور میری روح پر وہ احسان کئے جن کی میں شمار نہیں کر سکتا۔ میں جوان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعویٰ کیا اور اب میں بوڑھا ہو گیا اور ابتدائے دعویٰ پر بیس برس سے بھی زیادہ عرصہ گزر گیا۔ بہت سے میرے

دوست اور عزیز جو مجھ سے چھوٹے تھے فوت ہو گئے ۔ اور مجھے اس نے عمر دراز بخشی اور ہر ایک مشکل میں میرا متکفل اور متولی رہا۔ پس کیا ان لوگوں کے یہی نشان ہوا کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ پر افترا باندھتے ہیں۔

یہ عمر دراز ہے یا رسی دراز ہے اس سے کوئی مطلب نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ مرزا مسیح موعود بننے کے بعد قریب ستائیس برس زندہ رہا ، اور اتنی لمبی عمر کبھی جھوٹے مدعی کو نہیں ملی ، بلکہ جلد ہلاک ہو گیا ۔ یہ مرزا جی کی دلیلِ حقانیت ہے ۔ ایک حدیث شریف اس موقع پر سن لیجئے اور خدائے رحیم و کریم کا شکر بجا لائیے ۔ حاکم نے روایت کی ان روح اللہ عیسٰی نازل فیکم ماذا رأیتم فاعرفوہ فانہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض علیہ ثوبان معصفران کان رأسہ یقطر وان لم یصبہ بلل۔

اب مرزا کی درازیٔ عمر ستائیس سال کی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کا سات سالہ قیام یاد کر لیں۔ مرزا نے دعویٔ مسیح موعود ہونے کا کیا اور ستائیس سال تک بعد دعویٔ مسیحیت زندہ رہا اور حدیث شریف نے بتایا کہ مسیح علیہ السلام بعد نزول صرف سات برس اس دنیا میں زندہ رہیں گے ۔ یہ مرزا قادیانی کے کذاب ہونے کی روشن دلیل ہوئی جس کو مرزا اپنے صدقِ نبوت کی دلیل بنا رہا تھا خسر ھنالک المبطلون کہو اب درازیٔ عمر کا مطلب سمجھے ؟

اس موقع پر ایک اور سوال وجواب بھی سن لیجئے ۔ عسل مصفٰے ص۵۵۲ بعض عقل کے دشمن یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دعویٔ نبوت کیا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا اور وہ زندہ رہا۔

افسوس کہ ان کی عقل کو کیا ہو گیا۔ یہ نہیں سمجھتے کہ اس نے گو دعویٰ کیا تھا لیکن نبی آخر الزمان فداہ ابی و امی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب تو نہیں کی تھی، یہی کہا تھا کہ تم بھی نبی ہو اور میں بھی نبی ہوں۔

خلاصہ مطلب اس مرزائی کے جواب کا یہ ہوا کہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا اور بہت دنوں تک زندہ رہا، یہ اس کی سچائی کی دلیل ہے۔ اعتراض ہوا کہ اگر یہی دلیل ہے تو مسیلمہ کذاب کو بھی سچا نبی مانو کیونکہ زیادہ دن زندہ رہا۔ اس کا جواب مرزائی نے دیا کہ جو اپنی نبوت کا دعویٰ کرے اور دوسرے نبی کو جھٹلائے وہ زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکتا اور مسیلمہ کذاب نے گو دعویٰ کیا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلایا نہیں۔ اس لئے زیادہ دنوں تک زندہ رہا تو دلیل سے دو صورتیں پیدا ہوئیں۔ ایک واضح صورت تو یہ ہوئی کہ مرزا نے خود دعویٰ نبوت کیا اور خاتم المرسلین کو جھٹلایا اور پھر زندہ رہا۔ یہ مرزا کی حقانیت کی دلیل ہے جو مسیلمہ کذاب کو میسر نہیں۔ گو اس نے دعویٰ نبوت کیا مگر خاتم المرسلین کو تو نہیں جھٹلایا۔ پھر مرزا کی برابری کیسی؟ تُف بریں مذہبِ ناپاک!

دوسری صورت یہ ہوئی کہ جیسے مسیلمہ کذاب نے حضور کی تکذیب نہیں کی، ویسے ہی قادیانی کذاب نے بھی حضور کی تکذیب نہیں کی، لہذا دونوں کی رسّی ڈھیلی کر دی گئی، مسیلمہ نے کہا تھا کہ تم بھی نبی ہو، میں بھی نبی ہوں، یہی مرزا کذاب نے کہا کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور میں نبی ہوں۔ بات دونوں کی ایک ہی ہے جو اس نے کہا، اس نے بھی کہا جو اس کے لئے حکم ہے وہی اس کے لئے بھی، وہ کذاب جہنمی، یہ بھی کذاب جہنمی۔

ایک دلچسپ لطیفہ پڑھئے۔ دافع البلاء ص۱۹ پر لکھا ایک شخص ساکن جموں چراغدین نام کی نسبت اپنی تمام جماعت کو ایک عام اطلاع۔ چونکہ اس شخص نے ہمارے سلسلہ کی تائید

کا دعویٰ کر کے اور اس بات کا دعویٰ کر کے کہ میں خود فرقہ احمدیہ میں سے ہوں، جو بیعت
کر چکا ہوں۔ طاعون کے بارے میں ایک یادداشت اشتہار شائع کیے ہیں اور میں نے سرسری
کچھ حصہ اسکا سنا تھا اور قابل اعتراض حصہ ابھی نہیں سنا گیا تھا اس لئے میں نے اجازت
دی تھی کہ اس کے چھپنے میں کوئی مضائقہ نہیں مگر افسوس کہ بعض خطرناک لفظ اور بیہودہ
دعوے جو اس کے حاشیے میں تھے اس کو میں کثرت لوگوں اور دوسرے خیالات کی وجہ
سے نہیں سن سکا اور محض نیک نیتی سے ان کے چھپنے کے لئے اجازت دی گئی۔ اب جو
رات اس شخص چراغدین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بڑا خطرناک
اور زہریلا اور اسلام کے لئے مضر ہے اور سر سے پیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا
ہے چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ میں رسول ہوں اور رسول بھی اولوالعزم۔ اور اپنا کام
یہ لکھا ہے تا عیسائیوں اور مسلمانوں میں صلح کرادے اور قرآن اور انجیل کا تفرقہ باہمی
دور کرے۔ اور ابن مریم کا ایک حواری بن کر یہ خدمت کرے اور رسول کہلاوے
جائے غیرت ہے کہ ایک شخص میرا مرید کہلا کر یہ ناپاک کلمہ منہ پر لاوے کہ میں مسیح ابن مریم
کی طرف سے رسول ہوں تا ان دونوں کا مصالحہ کراؤں، لعنۃ اللہ علی الکافرین ،
جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرا کوئی مامور اور رسول نہیں تھا اور
صحابہ ایک ہی ہادی کے پیرو تھے اسی طرح اس جگہ بھی ایک ہی ہادی کے سب پیرو
ہیں کسی کو دعوےٰ نہیں پہنچتا کہ وہ نعوذ باللہ رسول کہلاوے، نفس امارہ کی غلطی
نے اس کو خودستائی پر آمادہ کیا ہے۔ پس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے
منقطع ہے جب تک کہ مفصل طور پر اپنا توبہ نامہ شائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت
کے دعوے سے ہمیشہ کے مستعفی نہ ہو جائے ـــــ دیکھا آپ نے چراغدین کے رسول

ہی مرزا کا پارہ کہاں چڑھ گیا اور کسطرح اسکو اپنی جماعت سے کاٹ پھینکا اور استغفار کی تو ایک ہی رہی
تجلیات صفحہ ۲۵ پر لکھتا ہے جس دین میں نبوت کا سلسلہ جاری نہ ہو وہ مردہ ہے۔ اس
عبارت سے تو صاف ظاہر ہے کہ نبی کا ہوتے رہنا فرض اور سب سے اہم فرض ہے ورنہ دین
اسلام مردہ دین ہوگا پھر چراغدین نے دعویٰ کیا تو تمہارے قاعدہ کے خلاف کیا ہوگیا جو
آپے سے باہر گئے اور لعنۃ اللہ علی الکافرین سنا دیا۔ کیا تمہارا یہ قانون تمہاری ذات کے لئے
نہیں ہے؟ یقیناً ہے اور جو تم نے اس چھوٹے نبی چراغدین ثانی کے لئے پڑھا وہی تم چھوٹے
مرزا چراغدین اول کے لئے اہلسنت پڑھتے ہیں لعنۃ اللہ علی الکافرین۔ پھر ذرا سی بدتمیزی پر
دھیان دو :- انبیاء گرچہ بودہ اند بسے من بعرفاں نہ کمترم ز کسے : (درثمین)
اگرچہ انبیاء بہت سے آئے مگر میں کسی سے کم نہیں ۔ عسل مصفیٰ میں اس کا صحابی لکھتا ہے :-

مہبط روح الامیں شد در گہ تو اے امیں	خاک پایت توتیا شد بہر ہر شاہ و گدا
زندہ کردی دین احمد بلکہ احمد مصطفےٰ	زندہ کردی نور قرآں بلکہ جملہ انبیاء
زندگی دادی ہمہ اقطاب را ابدال را	مرحبا اے سید کونین جاں بر تو فدا

پہلے شعر سے تو معلوم ہوا کہ مرزا دجال کسی پیمبر سے کم نہیں اور پچھلے تین شعر میں تو دعویٰ
خدائی ہے۔ کہتا ہے دین احمد صلی اللہ علیہ وسلم مردہ تھا۔ مرزا دجال نے اس کو زندہ کیا پھر
کہتا ہے کہ دین ہی نہیں بلکہ خود مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرزا نے زندہ کیا اور ایک اکیلے
ختم المرسلین ہی کو نہیں بلکہ ابدال کو اقطاب کو قرآن اور سارے انبیاء و مرسلین کو اس
جہنمی مرزا کذاب نے زندہ کیا۔

کیا اب بھی اس کے لعنۃ اللہ علی الکافرین کا مصداق بننے میں شبہ ہے؟ اس کے خبیث
مریدنے تو نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کیا تھا اس پہ بہانۂ درگاہ بنایا گیا اور اس مرزا نے

توسب سے اپنے کو بلند و برتر کیا بلکہ تمام پیغمبروں کو زندگی دینے والا بن بیٹھا۔

خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے لکھتا ہے۔ ازالہ اوہام صفحہ ۱۱ یعنی "فتح کوئی چیز نہیں۔ چند روزہ اقبال دور ہوتے ہی وہ فتح معدوم ہو جاتی ہے سچی اور حقیقی فتح وہ ہے جو معارف اور حقائق اور کامل صداقتوں کے لشکر کے ساتھ حاصل ہو۔ سو وہ یہ فتح ہے جو اب اسلام کو نصیب ہو رہی ہے۔ اللہ کی پناہ اتنا بڑا کافر تو کلمہ پڑھنے والوں میں اس آسمان کے نیچے کبھی کوئی پیدا نہیں ہوا اور خود اس دجال کو بھی اقرار ہے کہ اس تیرہ سو برس کے اندر کبھی کسی نے وہ نہیں کہا جو مرزا نے کہا اور انسان نما ابلیس جب رسول پاک کی تعلیم ناقص تھی فتوحات بے سود اور کچھ نہ تھی تو تجھ میں کہاں سے کمال آگیا، تو تو خود لکھتا ہے "مجھے یہ سب کچھ حضور کی اتباع سے ملا جب حضور کے پاس تھا ہی نہیں تو تجھے ملا کہاں سے؟

مرزا دجال نے اپنے دعوے کے ثبوت میں اسلاف بزرگان دین کی وہ پیشگوئیاں بھی لکھی ہیں جو سیدنا حضرت عیسے علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کی گئی تھیں، اپنی کتاب نشان آسمانی کے صفحہ ۱ پر لکھتا ہے۔ "اب اشعار نعمت اللہ ولی کے جو مہدی ہند کے متعلق ہیں، مع شرح ذیل میں لکھے جاتے ہیں" دور او چوں شود تمام بکام ۔ پسرش یادگار می بینم

یعنی جب اسکا زمانہ کامیابی کیساتھ گزر جائیگا تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا یعنی مقدر یوں ہے کہ خدائے تعالےٰ اس کو ایک لڑکا پارسا دے گا جو اس کے نمونہ پر ہو گا اور اسی کے رنگ سے رنگین ہو گا اور وہ اس کے بعد اس کا یادگار ہو گا۔ یہ حقیقت اس عاجز کی اس پیش گوئی کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے، ہاں ٹھیک وہی پیشگوئی ہے جو ۱۸۸۶ء کو پیدا ہوا اور تمہارے سامنے ہی سال بھر کے اندر ۱۸۸۸ء میں مر گیا۔ یہ پیشگوئی بھی مرزا پر نہ چپک سکی۔

شاہ صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ کا ایک شعر میں لکھتا ہوں جسے قصدًا مرزا نے چھوڑ دیا
گیا۔ شاہ نعمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس موضوع پر تین قصیدے ہیں جن میں سے ایک کے چند اشعار
مرزا نے لکھے اور ایک شعر میں لکھتا ہوں ؎ دو کس بنام احمد گمرہ کنند بجید ؛ سازند از دل خود تفسیر القرآن
اخیر زمانہ میں دو آدمی نام کے ہوں گے جو من گھڑت قرآن مجید کی تفسیر کر کے بیشمار مخلوق کو گمراہ کریں گے
بولو مرزائیو! تمہارے آقا نے تمام مفسرین کے خلاف من گھڑت تفسیر کر کے دنیا کو گمراہ کیا یا نہیں؟

مرزا جی نے اپنے صدق کے ثبوت میں ایک بہت ہی واضح نشانی بیان کی ہے اور اس کا
اقرار کیا ہے کہ اگر یہ نشان ظاہر نہ ہو تو مرزا کو کذاب سمجھنا ضمیمہ انجام آتھم ص۳۲ پس اگر ان
سات سال میں میری طرف سے خدائے تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں
اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیانِ باطلہ کا مر جانا ضروری ہے۔ یہ موت
جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان
ظاہر نہ کرے جن سے اسلامی بول بالا ہو اور جن سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل
ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ پکڑ جائے
تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر دونگا۔ اور خدا جانتا ہے کہ
میں ہرگز کاذب نہیں۔

مرزا نے ۱۸۹۶ء میں یہ اعلان کیا اور ۱۹۰۸ء میں بارہ برس نہ معلوم کیا کیا حسرتیں لیکر
اس دنیا سے چل بسا۔ اب دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ سات برس نہیں بلکہ پورے
پچاس برس میں بھی عیسائیت فنا ہوئی یا نہیں؟ اگر نہیں فنا ہوئی تو کہو مرزا کا فیصلہ مرزائیوں
کے لئے قابلِ قبول ہے یا نہیں؟ دوسری پیشگوئیوں میں تو غلط تاویل نکال لی گئی اب روز
نیم روز کو کیا کہو گے؟ دن یا رات؟ یہ منظر تو تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے۔ ابھی انگریز دنیا

کی حکومت بھی ہندوستان میں نہیں رہی مگر کیا دنیا سے عیسائیت فنا ہو گئی؟ یہ مرزا کا قطعی فیصلہ ہے کہ اگر عیسائیت فنا نہیں ہوئی تو مرزا کذاب ہے۔ کیا ایسا کذاب نبی ہو سکتا ہے یا نبی بن سکتا ہے، نعوذ باللہ من ذلک! اب مرزائیوں کا فرض ہے کہ اتنے لمبے تجربہ کے بعد اعلان عام کر دیں کہ مرزا قادیانی کذاب تھا، دجال تھا، کچھ تو اسی قسم کا اعتبار کریں۔ انجام آتھم ص۵۳ پر ہے انا انزلناہ قریبا من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل، ہم نے اسکو قادیان کے قریب اتارا اور حق کے ساتھ اتارا اور حق کے ساتھ اترا۔ یہ وحی مرزا نے اپنی نبوت کے ثبوت میں بنائی جو اس کے نزدیک قادیانی نبی پر صراحۃً دلالت کرتی ہے مگر ہر معمولی عربی دان پر روشن ہے کہ یہ وحی ایک ایسے نبی کو بتا رہی ہے جو قادیان میں نہیں جسکی سکونت یا ولادت قادیان میں نہیں بلکہ قادیان کے قریب کسی اور گاؤں یا قصبہ میں ہے اور مرزا تھا قادیانی۔ قادیان میں پیدا ہوا، قادیان میں سکونت رہی۔ ہاں مرا البتہ دوسری جگہ، یہ بھی خدا کی بہت بڑی نشانی تھی مگر اندھے مرزائی اسے بھی نہ دیکھ سکے کہ نبی جہاں وفات پاتا ہے وہیں اسکی قبر ہوتی ہے اور مرزا کہاں مرا اور کہاں گھسیٹ کر لایا گیا! ہے کوئی قادیانی کان جو حق سن سکے؟ معلوم ہوا کہ یہ الہام مرزا قادیانی کیلئے نہیں اور یہ واقعہ بھی ہے کیونکہ قادیان میں نبی کا ہونا یوں بھی محال ہے۔

سنیے! مرزا جی شاید اپنی زندگی میں دوسری بار سچ بول رہے ہیں۔ ازالہ اوہام ص۹۱ جس قدر فقراء، علماء و نجباء و شرفاء قادیان میں موجود تھے سب نکل گئے اور مختلف بلاد و امصار میں جا کر آباد ہو گئے اور یہ جگہ ان شریروں اور یزیدی الطبع لوگوں سے پُر ہو گئی جن کے خیالات بجز بدکاری کے اور کچھ نہیں۔ شاباش مرزا! کیا پتے کی بات کہی، قادیانی بدکار، حرام کار، یزیدی، شریر، بھلا نبی ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ شرفاء، نجباء

تو پہلے ہی سے کمینوں شیطانوں کے لئے جگہ خالی کر گئے۔ ازالہ اوہام ص۹۲۲ پر مرزا نے ایک وحی بھی اتار لی۔ اس قصبہ قادیان کی دمشق سے مشابہت دی اور اس بارے میں قادیان کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا کہ اخرج منہ الیزید یون یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔ اس جگہ اس قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا جس میں ایسے لوگ ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادت اور خیالات کے پیرو ہیں جن کے دلوں میں اللہ اور رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام الٰہی کی کچھ عظمت نہیں۔

بیشک واقعہ ہے کہ قادیانیوں کے دل میں اسلام کی اور خدا و رسول کی کچھ بھی وقعت نہیں کیئے! مرزا نے سچ کہا یا جھوٹ، اگر جھوٹ کہا تو جھوٹا نبی نہیں سچ کہا تو یزیدی بدکار قادیانی نبی ہو سکتا ہے؟

اس مرتد کذاب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے سے کم بتایا بلکہ بت پرستوں سے بھی کمتر ٹھہرایا ۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو ۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے (لعنۃ اللہ علیہ) انجام آتھم ص۴۱ میں لکھتا ہے۔ ہم نے بار بار سمجھایا کہ عیسیٰ پرستی بت پرستی ہے اور رام پرستی سے کم نہیں اور مریم کا بیٹا، کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔ کشلیا، رامچندر کی ماں کا نام ہے۔ مرزائیو! کچھ غیرت ہے یا نہیں؟ مرزا کا بکواس سنتے ہو کیا اب بھی اس کے ایمان کی گواہی دینے جاؤ گے اس کی زبان درازی اور بے ایمانی تو بالکل بے نظیر ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم ص۸ میں لکھتا ہے۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے؟ کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے؟ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا؟ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا! پھر ازالہ اوہام ص۹۶ پر لکھتا ہے مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں میں نہیں

سمجھ سکتا کہ کسی نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوتے ہوں ۔ کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا ؟ اور پیشگوئیوں کا حال اس سے بھی زیادہ ابتر ہے ۔ کیا یہ بھی کوئی پیش گوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے ، مری پڑے گی ، لڑائیاں ہوں گی ، قحط پڑیں گے ۔ اور اس سے زیادہ تر قابلِ افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیشگوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہیں نکل سکیں ۔

مرزائیو! اول تو ٹھنڈے دل سے اس بات کی پڑتال کرو کہ تمہارے مرزا دجال نے کا ہے کی پیشگوئی کی ہے ۔ جہاں دیکھو مری پڑے گی ۔ عبداللہ آتھم کو کہا مر جائے گا مرزا احمد بیگ کو مرنے کی پیشگوئی کی ۔ سلطان محمد بیگ کو مرنے کی پیشگوئی کی ، پنڈت لیکھ رام کو مرنے کی پیشگوئی کی ، ڈاکٹر عبدالحکیم کو مرنے کی پیشگوئی کی ۔ اور ساری دنیا کو موت کی پیشگوئی کی ۔ تمہیں یاد ہوگا جب مرزا نے کہا تھا کہ اگر لوگ ہم کو نہ مانیں گے تو طاعون سے مر جائیں گے اور جو ہم کو مان جائے گا بچ جائے گا ۔ یہ تو عالمگیر موت کی پیشگوئی تھی ۔ اگر یہ پیشگوئی معجزہ نہیں تو مرزا کی نبوت جو اسی پر موقوف تھی لو لو اب بھی ختم ہوئی یا نہیں ؟ پھر ایک اولوالعزم پیغمبر کو نادان اسرائیلی کہنا اور ان کے معجزات کو جھٹلانا خدا کی تکذیب نہیں ہوتی ، کیا مرزا مرتد اب بھی مسلمان رہا ؟ انجام آتھم ص۶ پر اپنی پیشگوئی سنا کر لکھتا ہے :

یسوع کی تمام پیش گوئیوں میں سے جو عیسائی کا مردہ خدا ہے ۔ اگر ایک پیش گوئی بھی اس پیشگوئی کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت ہو جائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو تیار ہیں ۔ یسوع کی بت شوں اور تدبیروں پہ قربان ہی ہو جائیں ، اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کیسا داؤں کھیلا ۔ آپ کی عقل بہت ہی موٹی تھی ، ہاں آپ کو گالیاں دینے

اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی ۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی ۔ بہرحال آپ علمی عملی قوی میں بہت کچے تھے ۔ عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا ۔ یسوع کی تعلیم نے عام آزادی کی اجازت دے کر اور تمام ضروری شرائط کو نظر انداز کر کے تمام یورپ کو ہلاک کر دیا ، یہاں تک کہ ان سب میں خنزیروں اور کتوں کی طرح فسق فجور پھیلا دیا ۔

نبی کی تعلیم کا یہ اثر بتاتا ہے ۔ پھر معیار المذہب ص۱۶ پر لکھتا ہے ۔ چنانچہ یسوع کی ایک بزرگ نانی جو ایک طور سے دادی بھی تھی ، یعنی راحاب کسبی یعنی کنجری تھی اور دوسری نانی جو ایک طور سے دادی بھی تھی اس کا نام تمر ہے یہ خانگی بدکار ڈومنی کی طرح حرامکار تھی اور ایک نانی یسوع صاحب کی جو ایک رشتہ سے دادی بھی تھی بنت سبا کے نام سے موسوم ہے یہ وہی پاکدامن تھی جس نے داؤد کے ساتھ زنا کیا تھا لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔

یہ ہے مرزا کا دین ! جس میں نبی کی معصوم شخصیت کو اس طرح رسوا کیا جا رہا ہے اس مفتری نے کیا کیا افترا نہ کیا ۔ انجام آتھم ص۳ پر لکھتا ہے ۔ اور جس نے شراب خوری اور قمار بازی اور کھلے طور پہ دوسروں کی عورتوں کو دیکھنا جائز رکھ کر بلکہ آپ ایک بدکار کنجری سے اپنے سر پہ حرام کی کمائی کا تیل ڈلوا کر اور اس کو یہ موقع دیکر کہ وہ اس کے بدن سے بدن لگا دے ، اپنی تمام امت کو اجازت دے دی کہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی حرام نہیں ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔

حضرت عیسٰے علیہ السلام کے متعلق اپنی کتاب دافع البلاء ص۱۵ پہ لکھتا ہے :

خدا تو بپابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پہ قادر ہے ، لیکن ایسے شخص کو کسی طرح

دوبارہ دنیا میں نہیں لا سکتا جس کے پہلے فتنہ ہی نے دنیا کو تباہ کر دیا۔ اس قسم کی بہت سی گندی گھنونی بکواس کی ہے۔ اس بکواس سے قرآن مجید کی متعدد آیتوں کا انکار کر گیا۔ خدائے قدوس ان کے معجزات بیان فرماتا ہے۔ یہ دجال منکر ہے۔ واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر فتنفخ فیہا فتکون طیرا باذنی پھر فرمایا واذا قالت الملائکۃ یامریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح بن مریم وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین۔ پھر فرماتا ہے واتینا عیسی ابن مریم البینٰت وایدناہ بروح القدس حضرت عیسے علیہ السلام کو معجزات دئے۔ دنیا و آخرت میں عزت و جاہت عطا فرمائی۔ روح قدس سے ان کی تائید فرمائی۔ خدائے تعالے فرمائے کہ ہم نے عیسی بن مریم کو معجزات دئے اور یہ دجال کہتا ہے کہ کوئی معجزہ نہیں۔ خدا فرماتا ہے عزت و جاہت دی۔ یہ کذاب انہیں جھوٹا فحش گو بتاتا ہے۔

جب مسلمانوں نے اعتراض کیا کہ تم نے حضرت یسوع مسیح کی توہین کی۔ ان کی شان اعلیٰ وارفع کو گھٹایا تو نور القرآن میں یہ حیلہ تراشا۔ عیسائیوں نے جو ایک ایسا یسوع پیش کیا ہے جو خدائی کا دعویدار تھا، مردوں کو زندہ کرنا، کوڑھی کو اچھا کرنا، نابینا کو بینا کرنا، باذن اللہ اپنا معجزہ بناتا تھا سو ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے اور خدائے تعالے کا ایک عاجز بندہ عیسے بن مریم جو نبی تھا، جس کا ذکر قرآن میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں۔

خلاصہ جواب کا یہ ہوا کہ جن کو مرزا نے گالیاں دی ہیں وہ، وہ یسوع ہے

جو پیغمبر نہیں اور عیسےٰ بن مریم نبی ہیں، ان کو مرزا نبی مانتا ہے۔ گویا یسوع مسیح اور ہے اور عیسےٰ مسیح اور ہیں مگر دل کی خباثت پوشیدہ نہیں رہ سکتی، زبان قلم پر آہی جاتی ہے دیکھئے یہ مرزا خود حضرت یسوع کو پیغمبر لکھ رہا ہے۔ توضیح المرام ص۵۹ بائیبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے۔ وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس ہے، دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسےٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔

کہئے اب تو خود اقراری ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم یسوع ہیں اور نبی ہیں جن کی شان میں اس دجال نے تبرّا بازی کی اور زناکار، بدکار سب کچھ بک گیا۔ قرآنی حکم سے مرزا کافر مرتد ہوا یا نہیں؟ اور وہ حیلہ باطل ٹھہرا یا نہیں؟ جو اس نے اپنے پیچھا چھڑانے کو کہہ دیا کہ عیسیٰ مسیح اور ہیں اور یسوع مسیح اور۔

پھر بھی مرزا تقیہ باز، تحفۂ قیصریہ ص۲۳ پر لکھتا ہے جس قدر عیسائیوں کو حضرت یسوع مسیح سے محبت کرنے کا دعوےٰ ہے وہی دعویٰ مسلمانوں کو بھی ہے گویا آنجناب کا وجود عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک مشترکہ جائداد کی طرح ہے اور مجھے سب سے زیادہ حق ہے کیونکہ میری طبیعت یسوع میں مستغرق ہے اور یسوع کی مجھ میں۔

اس عبارت سے تو صاف واضح ہو گیا کہ حضرت یسوع مسیح علیہ السلام مسلمانوں کے عقیدہ کی رُو سے نبی ہیں، واجب الاحترام ہیں اور انھیں کی مرزا نے انتہائی بے حرمتی کی ہے تو نبی کی توہین کرنے والا کافر مرتد ہوا یا نہیں؟

اچھا اگر دوسری توجیہ مرزا کی مان لی جائے کہ یسوع مسیح اور ہے جو معاذ اللہ بے دین ہے، حرامکار ہے، فحش گو ہے، کسبیوں کی اولاد ہے اور پھر یہ بھی کہتا ہے کہ

میری طبیعت لیسوع میں مستغرق ہے۔ تو لو لو مرزا میں یہ تمام اوصاف پائے گئے یا نہیں بطور اس کی تحریر کے مطابق پائے گئے۔ حرامکار، کسبیوں کی اولاد، خدائی کا مدعی، فحش گو، بے دین، یہ سب مرزا کے ذاتی اوصاف ہیں، اس کے نام کے ساتھ لگا لو۔ کیا ہی عمدہ فیصلہ مرزا اپنے لئے کر گیا۔ اگر یہ الفاظ گراں محسوس ہوں تو ایک ہلکے پھلکے لفظ کا پتہ بتائے دیتا ہوں۔ تحفہ قیصریہ ص ۲۲ ایک اور بڑی بھاری مصیبت قابل ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کے دائمی محبوب اور دائمی مقبول کی نسبت جس کا نام یسوع ہے یہودیوں نے اپنی شرارت اور بے ایمانی سے لعنت کے بُرے بُرے مفہوم کو جائز رکھا۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت یسوع خدا کے دائمی مقبول کو بُرا کہنے والا یہودی ہے۔

اب معیار المذہب، انجام آتھم، ازالہ اوہام کی عبارتوں پر نظر ڈالئے اور فیصلہ کیجئے کہ مرزا اپنی زبان سے یہودی ہوا یا نہیں؟ یہ بہت ہی ہلکا اور سبک نام ہوا اس سبکسر دجال کا۔

مرزائیوں کو یہ کہنے کا موقع نہیں کہ ہم حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائل ہیں اور عیسٰے اور ہیں اور یسوع اور۔ کیونکہ مرزا نے سب صاف کر دیا۔ عیسٰے، مسیح، یسوع تینوں ایک ہی بزرگ پیغمبر کے نام ہیں۔ ان کو بُرا کہنے والے شریر، بے ایمان یہودی ہیں۔ تعجب ہوتا ہے کہ ایسے صاف وصریح کذب وافترا کو دیکھتے ہوئے پڑھے لکھے انسان اس دجال کے پھیر میں کیسے آگئے؟ سچ ہے من یضلل اللہ فلا ھادی لہ راندۂ درگاہ کے لئے کوئی دستگیر نہیں۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسلام میں چند فرائض ہیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد۔ یہ پانچ ارکان ہیں۔ خدائے تعالٰے

نے جہاں اور دیگر فرائض مقرر فرمائے وہاں جہاد کو بھی فرض کیا مگر مرزائی دھرم اس کے سخت مخالف ہے اور بہت سے رسالے کتابیں جہاد کی حرمت پر لکھیں بلکہ مرزا کی جتنی کتابیں میں نے آج تک دیکھی ہیں سب میں جہاد کی ممانعت اور حرمت موجود ہے اور جہاد کو حرام کر کے حکومت کی رضا جوئی کا اعلان بھی ہے چند شعر انکے سنیے۔ نوالدین ص ۱۰۲

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے — دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

لوگوں کو یہ بتائیے وقت مسیح ہے — اب جنگ اور جہاد حرام و قبیح ہے

نہ معلوم قرآن مجید میں کتنی آیتیں ہیں جو دین کے جہاد کو فرض بتا رہی ہیں اور یہ ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ قرآن مجید قیامت تک کیلئے ہے۔ بیچ میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی خود اسی مرزا کی تحریریں دیکھیے لکھتا ہے کہ احادیث نبویہ قرآن مجید کی ناسخ نہیں ہو سکتیں مگر مرزا اعلان کر رہا ہے کہ اب ہم نے جہاد کو حرام کر دیا، جہاد حرام اور قبیح ہو گیا، فرض کا انکار کفر تھا اس نے تو انکار ہی نہیں بلکہ حکم جدید بالمقابل حکم خداوندی نافذ کر دیا کیسے اس کا فر کفر ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے اور یہ میرا ہی فتویٰ نہیں مرزا جی کی بھی سن لیجیے کہ اپنے اوپر کیا فتوے لگا گئے۔ اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا کہ احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل کا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مؤمنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔ بولو! مرزا ملحد کافر، جماعت مؤمنین سے خارج ہے یا نہیں؟

قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ پر ہم اپنی تحریر کو ختم کرتے ہیں من یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا۔ جو شخص

مسلمانوں کی راہ کے سوا راہ اختیار کرے گا تو ہم اس کو اسکی طرف پھیر دیں گے جدھر وہ پھرا ہے اور اسکو جہنم میں پہنچا دیں گے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔ اس آیت کریمہ نے واضح طور سے بتا دیا کہ عام مسلمانوں کے مسلک کے خلاف جو راستہ نکالیگا وہ اسی راستے پر رہ کر سیدھے جہنم میں پہنچ جائے گا مرزا نے سیکڑوں آیات کا ترجمہ اور مطلب وہ بیان کیا جو تیرہ سو برس تک امت مسلمہ میں نہیں سنا گیا، سیکڑوں حدیث کا مطلب وہ بیان کیا گیا جو تمام مسلمانوں کے عقائد و معمولات کے خلاف ہے۔ اگر یہ واقعہ ہے تو اس کے جہنمی ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے بلکہ نص صریح موجود ہے اسکا ثبوت کہ تمام امت اکابر اسلاف کے خلاف مرزا نے راستہ اختیار کیا خود مرزا کی تحریر ہے۔ اصل کتاب سے ملا دیکھو، توفیق ملے تو صراط مستقیم اختیار کرو۔ مرزا دافع البلاء کے ص۱۶ پر لکھتا ہے لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کیا یہ معنی قرآن اور حدیثوں کے جو تم کرتے ہو۔ ہمارے پہلے علماء اور اکابر کو معلوم نہ تھے اور نہیں معلوم ہو گئے اس کا جواب اللہ تعالےٰ یہ دیتا ہے کہ ہاں حقیقت میں یہی ہوا اور ہونا بعید نہیں ہے تمہارے علماء تو کچھ نبی نہیں تھے۔

یہ ہے مرزا کا اقراری کفر، جہنمی ہونے کی دلیل، اہلسنت کے اکابر صحابہ کرام تابعین عظام، ائمہ مجتہدین اور علمائے ملت ان میں سے کوئی نبی نہ تھا، پھر وہ سمجھتے تو کس طرح؟ اور مرزا پر تو وحی آتی اس نے اسے تمام مسلمانوں کے خلاف عقیدہ گڑھا، قرآن وحدیث کا من مانی ترجمہ کیا اب تو کوئی قادیانی نہیں کہہ سکتا کہ اس قرآن وحدیث پر اُن کا عمل ہے جسپر تمام اہلسنت شروع سے عامل رہے۔ یہ ہے قادیانی مذہب کہ صحابہ کرام سے لیکر آجتک کوئی قرآن وحدیث نہ سمجھ سکا اور جب سمجھ نہ سکا تو عمل کیا کرتا لہٰذا تمام امت مسلمہ علم وعمل دونوں سے خالی رہی پھر جو یہ ہوا تو یہی مرزا قادیانی دجال لعنۃ اللہ علیہ "کس ڈھٹائی سے

یہ الہام گڑھ لیا کہ خدائے تعالےٰ اس اعتراض کا جواب دے رہا ہے کہ ہاں واقعی کسی نے نہیں سمجھا، اگر سمجھا تو اس بوجھ بجھکڑ قادیانی نے، معاذاللہ! اللہ تبارک وتعالےٰ تو ارشاد فرمائے آمنوا وعملوا الصٰلحٰت کہ وہ مان گئے اور انہوں نے تعمیلِ حکم بھی کیا۔ ارشاد ہوتا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر کہ وہ نیک وبد کو جان کر نیکی کی تبلیغ کرتے ہیں اور برائی سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالےٰ ان لوگوں کو مبلغ فرمائے، اور مرزا الہام گڑھ کر انہیں جاہل ثابت کرے۔

مرزا کی ایک یہ عبارت اس کے تمام کارنامے اور عقائد وخیالات کو ظاہر کر رہی ہے جس سے ہر سمجھدار انسان جس کا ایمان قرآنِ مجید پر ہے، بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ مرزا یقیناً سبیل مؤمنین سے ہٹا ہوا مفتری کذاب ہے، ہرگز ہرگز نبی اور امام اور مجدد ہونا درکنار، مسلمان ہی نہیں۔

اے میرے رب تو رحم فرما اور بھٹکے ہوئے کو راہ پر لگا بجاہ حبیبک سیدنا ومولانا محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ الکاملین الطیبین واصحابہ المکرمین المعظمین وبارک وسلم والحمد للہ رب العٰلمین۔

مرزا قادیانی پر فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ کفر!

ذیل میں مرزا کی وہ عبارات نقل کی جاتی ہیں جن کی بنا پر اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے کافر و مرتد قرار دیا۔ قادیانی کی عبارات پر اعلیحضرت کا فتویٰ کفر ساتھ ساتھ ملاحظہ فرمائیے۔ یہ اقتباس اعلیحضرت کی تصنیف "السوء والعقاب" سے ماخوذ ہیں:۔

کفر اول : مرزا کا ایک رسالہ ہے جس کا نام "ایک غلطی کا ازالہ" ہے اس کے ص ۶۷۳ پر لکھتا ہے میں احمد ہوں جو آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں مراد ہے۔ آیہ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا مسیح ربانی عیسےٰ بن مریم روح اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ مجھے اللہ عزوجل نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا کہ ہے توریت کی تصدیق کرتا اور اس رسول کی خوشخبری سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لانے والا ہے جس کا نام پاک احمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ "ازالہ" کے قول ملعون مذکور میں صراحۃً ادعا ہوا کہ وہ رسول پاک جن کی جلوہ افروزی کا مژدہ حضرت مسیح لائے، معاذ اللہ، مرزا قادیانی ہے۔

کفر دوم توضیح مرام طبع ثانی ص ۹ پر لکھتا ہے کہ میں محدث ہوں اور محدث بھی ایک وجہ سے نبی ہوتا ہے۔

کفر سوم دافع البلاء مطبوعہ ریاض ہند ص ۹ پر لکھتا ہے سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

کفر چہارم مجیب نجم نے نقل کیا وبزمی گوید کہ خدائے تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں

اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی۔

ان اقوالِ خبیثہ میں اولاً کلام الٰہی کے معنی میں صریح تحریف کی کہ معاذ اللہ، آیۃ میں یہ شخص مراد ہے نہ حضور سیدِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ثانیاً نبی اللہ و رسول اللہ وکلمۃ اللہ عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افتراء کیا کہ وہ اس کی بشارت دینے کو اپنا تشریف لانا بیان فرماتے تھے۔ ثالثاً اللہ تعالیٰ پر افتراء کیا کہ اس نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس شخص کی بشارت دینے کے لئے بھیجا۔ رابعاً اپنی گڑھی ہوئی کتاب براہینِ غلامیہ کو اللہ عزوجل کا کلام ٹھہرایا کہ خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں یوں فرمایا ہے (الیٰ آخرہ اختصاراً)

کفرِ پنجم دافع البلاء صفحہ ۱ پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی برتری کا اظہار کیا ہے۔

کفرِ ششم اسی رسالہ کے صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے سے ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑدو ؛ اس سے بہتر غلام احمد ہے

کفرِ ہفتم اشتہار معیار الاخیار میں لکھا ہے میں بعض نبیوں سے بھی افضل ہوں۔ یہ ادعا بھی باجماع قطعی کفر و ارتداد یقینی ہیں، جیسا کہ کثیر کتب کے نصوص سے یہ بات ثابت ہے کہ باجماع مسلمین کوئی ولی، کوئی غوث، کوئی صدیق بھی کسی نبی سے افضل نہیں ہوسکتا جو ایسا کہے قطعاً اجماعاً کافر ملحد ہے۔ (الیٰ آخرہ اختصاراً) وغیرھا من التکفیرات۔

"السوء والعقاب" کے صفحہ ۲ پر فیصلہ کن انداز میں لکھتے ہیں " اگر یہ[1] اقوال مرزا کی تحریروں میں اسیطرح ہیں تو واللہ واللہ وہ یقیناً کافر اور جو اس کے ان اقوال یا ان کے امثال پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔" اس سے اگلی عبارت میں اس کے پیروکاروں کو مرزا کے ان ارتدادات پر اطلاع کے باوجود امام و پیشوا جاننے اور ماننے پر فتویٰ کفر و ارتداد دیا ہے۔

چشتی سیالوی علمی ع

---

[1] یہ اقوال دوسروں کے منقول تھے اس فتوے کے بعد مرزا کی بعض نئی تحریریں نظر سے گزریں جن میں قطعی کلماتِ کفر ہیں بلا فرق و یقین

(۸)
قادیانی مذہب
تالیف
مفتی رفاقت حسین بریلوی